سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار۔ تمام مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں رجسٹرڈ ایل نمبر
جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ
صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے

الحکم

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمی دیگر بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

شرح قیمت
جو پیشگی لیجائیگی۔
عوام سے صر
خاص سے ۱۰
ہندوستان سے
باہر سے
غیر مذاہب اور
غیر مستطیع احباب سے ۱۲ روپے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد (۱۸) مورخہ ۲۸ جون و ۷ جولائی مطابق ۳ و ۱۲ شعبان ۱۳۳۲ ہجری نبوی صلعم نمبر (۲۴ و ۲۵)

الحکم کے فائلوں کی رعایتی قیمت کا اعلان

(یکم جولائی ۱۹۱۴ء سے لیکر ۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء تک)

الحکم کے دوبارہ اجرا سے بہت سی مالی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے بورڈ آف ٹرسیٹیز نے تو آجتک بہ قرض لیکر اخبار جاری کیا ہے اور کسی حد تک بعض سرپرستان الحکم نے بھی بورڈ مذکور کو مدد دی ہے۔ مگر یہ مدد موجودہ ضروریات کو پورا کرنیکے لئے ناکافی ہے ایسی حالت میں ہمارے بعض مہربان بجائے مدد دینے کے الحکم کے وی پی وصول کرنیسے انکار کرتے ہیں اور کارخانہ کو اور ضعف پہنچاتے ہیں اس بوجھ کو اور بھی ہلکا کرنیکے لئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائلوں کی قیمت میں رعایت کر دیجائے چنانچہ سنہ ۱۹۰۲ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۶ء تک کے چھ سالوں کے فائل بجائے ساٹھ روپے کے صرف چالیس روپے میں دیئے جائیں گے

سنہ ۱۹۰۹ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۳ء تک پانچ سالوں کے فائل جو خلافت اول کے زمانہ میں لکھے گئے ہیں بیس روپے پر دیئے جائیں گے

اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے فائل جنکی کاپیاں بالکل تھوڑی تعداد میں موجود ہیں اور جو بالکل نایاب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فائل پندرہ روپیہ پر دیا جائیگا۔

جو لوگ الحکم کی لایف سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ سلسلہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہے جسکو سلسلہ کی خدمت کرتے آج اٹھارہ سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ فائل کوئی آجکل کے اخباروں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ انکا ایک ایک صفحہ بیش بہا خزانوں سے پر ہے اور یہ تمام فائل سلسلہ کی ایک مکمل تاریخ ہیں۔

ان کے مطالعہ سے انسان آج بھی ایسا ہی فایدہ حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ آج سے کئی سال پیشتر فایدہ اٹھا سکتا تھا اگر ہمارے دوست فائلوں کی خریداری کیطرف متوجہ ہوں تو ایک تو ان کو تھوڑی قیمت میں قیمتی خزانہ مل جائے گا۔ اور دوسرا الحکم کی موجودہ مالی مشکلات میں ایک مدد ہو جائے گی۔

(مینجر)

حامد شاہ صاحب کی نظم کے متعلق ایک ضروری اعلان

۲۸۔ فروری سنہ ۱۹۱۴ء کے الحکم میں ہم نے حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کی ایک نظم کے متعلق اعلان کیا تھا جو انہوں نے ایک رؤیاء صالحہ کی بنا پر الحکم کی اعانت کیلئے ہمارے پاس بھیجی تھی اور جسکے متعلق اسی رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ الحکم کو دیدو وہ اس کو چھاپے اور اسکی قیمت ساٹھ روپیہ رکھے اثنے میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی وفات حسرت آیات اور دیگر قومی کشمکش نے ہمیں فرصت نہ دی کہ ہم اس کام کو بہت جلد پورا کر کے اپنے دوستوں کی خدمت میں وہ عجیب نظم پیش کریں آج ہم اپنے بھائیوں کو مطلع کرتے ہیں کہ نظم عنقریب نہایت عمدہ کاغذ پر شایع ہونیوالی ہے خریداری کی درخواستیں مینجر الحکم کے پاس فوراً آجانی چاہئیں۔ الحکم کا انتظام ایک بورڈ کے سپرد ہو چکا ہے اور اس نظم کو ساٹھ روپے پر خریدنا الحکم کی ایک طرح سے اعانت کرنا ہے۔ امید ہے اگر ہمارے دوست اس کار خیر میں حصہ لینگے تو الحکم کی آیندہ کی مشکلات کا سوال ایک حد تک حل ہو جائیگا اور بورڈ مذکور کو بھی اسکی کے معاملہ کرنیمیں بہت آسانی ہو جائے گی ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

نصیحت نہیں پکڑتے انہوں نے مخالفت کر کے کیا لے لیا۔ اس دن کی بات ہے جس دن ماسٹر صدر الدین کی سکرٹری شدہ کا جھگڑا تھا۔ اور مسجد ان حضرت خلیفہ بلافصل نے ڈاکٹرین کو کہا تھا کہ میں اس نوجوان (محمود احمد) کے مقابلہ میں نہ محمد علی کی پرواہ کرتا ہوں اور نہ خواجہ کی اور نہ کسی اور کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ یہ میاں محمود احمد کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔ اس سے بڑھ کر کیا حضور انکی تلقین کر سکتے تھے۔ خدائی قوم کو خوب کھول کھول کر سمجھا دیا تھا کہ اس نوجوان (محمود) کی مخالفت نہ کرنا وہ ضرور کامیاب ہو جائیگا۔ اور خلیفہ ضرور بنایا جائے گا کوئی اس کو روک نہیں سکیگا۔ مولوی صاحب خدا پر کامل یقین تھا کہ محمود کو خدا تعالٰے خلیفہ بنائیگا سو راستباز تھا اسکی تمام باتیں بعینہ پوری ہوئیں۔ ان باتوں کی کوئی تغلیط نہیں کر سکتا۔ کہ آیا یہ خلیفہ اول نے فرمائی تہیں یا نہیں جبکہ واقعات صحیحہ نے اسکی تصدیق کر دی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا غیر احمدی کہا کرتے ہیں کہ رمضان کے کسوف خسوف والی روایت جہوٹی ہے۔ حالانکہ آسمان نے گواہی دیدی اب بھی اسکی تکذیب کرتے جاتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب کا ایمان تھا اور خدا نے اس کو کیسے پورا کیا۔ اور کیوں خدا اس کے ایمان کی تصدیق نہ کرتا جبکہ آپ آپکے تھے افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

مولوی صاحب نے باوجود اختلاف جاننے ہوئے اس خلیفہ کو نامزد نہ فرمایا۔ کہ خدا تعالٰے نے دینا ہی کرنا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی سمجھ چکے تھے واقعہ ہو جانے کے بعد اسکی تکذیب کرنا محض ہٹ دہرمی اور حمیت جاہلیت ہے۔

داتوں سنکھ خواہ کتنا ہی زور لگائے مگر خدا کے فضل کو وہ ہرگز مٹا نہیں سکتا۔ اس میں کسکو شک ہو سکتا ہے کہ واقعی جو بشارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا محمود احمد تھا اپنے مطلب کیلئے سلطان احمد حضرت اقدس کا پہلا صاحبزادہ لکھا دیتے ہیں۔ اور دوسرے موقعہ پر اسکے بیٹے ہونے سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ حیف ہے ان کے استدلال پر ان یوفکون پیر صاحب کی ایک دو باتیں لیکر اتباع ع ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ کی کوشش کی ہے محکمات اور اصول کو بالکل چھوڑ دیا ہے تحریف اور تبدیل کی بھی کوئی حد ہونی چاہئیے۔ مارچ ۱۸۸۶ء سے لیکر ..... ۹ سال کے اندر اندر پیدا۔ انزال رحمت کی قسم ثانی محمود کو قرار دیں جو اور سال خلفاء میں پوری ہو گئی ہے۔ اب وہ پسر موعود نو سال میں ہے

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۶۵ میں میرا بیٹا میرا جانشین ہو گا افسوس صد افسوس ایسی تحریف پر۔ مگر خدا کا خوف مدنظر ہوتا تو کبھی یہ کارروائی نہ کی جاتی۔ خدا نے اپنی فعلی شہادت سے محمود موعود قرار دیدیا ہے۔ اب کتنا روتے رہو اور پیٹتے رہو اس کے موعود ہونیکو تم رد نہیں کر سکتے۔

فلا راد لفضلہ

مختلف واقعات

ہماری مہربان گورنمنٹ

لاہور کے پادری ریورنڈ ٹامس ہاول بشیر اہل اسلام اور ان کے پاک مذہب کے خلاف ہمیشہ زہر اگلتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے ایک کتاب اثبات کفارہ نامی لکھی جس میں انہوں نے ناشائستہ تحریر سے کام لیا ہے۔ مسلمانان پنجاب نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ اور پنجاب گورنمنٹ نے اہل اسلام کے خیالات کا لحاظ کرتے ہوئے شائع کنندگان و مصنف کو تنبیہ کرنے کے علاوہ حکم نافذ کیا ہے کہ اسکی مزید اشاعت بند کر دیجاوے۔ ہم گورنمنٹ پنجاب کی اس مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ریاست بڑودہ کی ایک قابل تقلید مثال

اپنی ریاست میں تعلیم صنعت و حرفت پھیلانیکے لئے جسقدر سرگرمی سے مہاراجہ صاحب ریاست بڑودہ کام کر رہے ہیں اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی کسی اور ریاست میں نہیں ملیگی۔ تمدنی اور سیاسی حالت میں ایک نمایاں ترقی حاصل کرنیکے لئے جو جو عمدہ طریقے ریاست بڑودہ اختیار کر رہی ہے وہ ایک بیدار مغز ہوشیار راجہ کا پتہ دیتے ہیں جسکو اپنی رعایا کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔

چنانچہ حال میں ہی ریاست بڑودہ نے موجودہ اور آئندہ قایم ہونے والے صنعت و حرفت کے کارخانوں کو ترقی دینے کے لئے ان کے مالکوں کو شاہی خزانہ سے پندرہ لاکھ روپیہ کم سود پر دینے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کاش اسلامی ریاستوں کے نواب بھی اپنی رعایا کے آرام اور بھلائی کے لئے اپنے اندر اس قسم کی تڑپ پیدا کریں۔

ریاست گوالیار کی بیداری

گوالیار میں چینی کے برتن بنانے کا ایک عالیشان کارخانہ قایم کیا گیا ہے۔ مہاراجہ صاحب گوالیار کو اس کارخانہ سے بڑی دلچسپی ہے۔ اب اس کارخانہ کی لنڈن سے بڑی بڑی مشینیں آئی ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کی حالت پر افسوس ادہر ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا تو یہ حال ہے کہ اپنے لوگوں کو غیروں کی محتاجگی سے بچانیکے لئے کارخانے کھولے جاتے ہیں۔ مگر اہل اسلام کی سب سے بڑی سلطنت ٹرکی کا یہ حال ہے کہ کھانے اور پہننے کی اشیاء سامان جنگ وغیرہ سب غیر ممالک سے خریدتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ تحت الثریٰ کیطرف جا رہے ہیں۔

وظائف گورنمنٹ

پنجاب کے مسٹر شرف الدین کو عربی اور بنگالہ کے مسٹر برسن کمار آچاریہ کو سنسکرت کی تکمیل یورپ میں جاکر کرنیکے لئے گورنمنٹ آف انڈیا نے وظیفے عطا کئے ہیں۔

برق آبی کے موجد خان بہادر حبیب الرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ ٹیلیگراف کے لڑکے مسٹر عبد الغفور خان بی۔ اے کو گورنمنٹ آف انڈیا کے برقی انجنیر کی تعلیم کے لئے انگلستان جانے کیواسطے وظیفہ عطا کیا۔ یہ پہلے ملیح ہیں جنہوں نے وظیفہ حاصل کیا ہے

مسٹر تلک کی رہائی
اور
مقام عبرت

آجکل مسٹر تلک کی رہائی کی خبر ہر اخبار میں دیکھی جاتی ہے مسٹر تلک ایک مشہور مرہٹہ لیڈر ہیں جو ایک مشہور مرہٹہ اخبار کیسری کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اخبار مذکور میں آپنے چند باغیانہ مضامین شایع کئے تھے جو گورنمنٹ انگریزی کے خلاف بدگمانی پھیلانے والے تھے۔ اسکی پاداش میں آپ ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کو بمبئی میں گرفتار ہوئے تھے مقدمہ از روے دفعہ ۱۲۴۔ اور دفعہ ۱۵۳۔ تعزیرات ہند چلایا گیا تھا۔ ۲ جولائی کو بمبئی ہائی کورٹ نے ضمانت کی درخواست نامنظور کی۔ ۲ جولائی کو مسٹر برانس کے حسب درخواست جسٹس داور سامنے خاص جوری سماعت مقدمہ کیلئے مقرر کئے گئے تھے

مقرر ہوئی۔ کیس ۱۳ جولائی سے ۲۲ جولائی تک رہا۔ اس سے ملک میں بڑی سنسنی پیدا ہوئی تھی۔ مسٹر تلک نے اپنی صفائی کی آپ ہی وکالت کی تھی۔ جو ۱۵ جولائی سے ۲۱ جولائی تک ہوئی تھی۔ آپ کی تقریر نہایت عالمانہ اور قانونی باریکیوں سے مملو تھی۔ اس لئے خاص وقعت کے قابل سمجھی گئی جوری نے ۷ بخلاف دو رایوں کے آپ کو مجرم قرار دیا۔ اس لئے دو جرموں کیلئے تین تین سال کالا پانی۔ اور تیسرے کے لئے ایکہزار روپیہ جرمانہ سزا دی۔ پریوی کونسل میں اپیل کی اجازت نہ ملی۔ اور بمبئی ہائی کورٹ کے سالم بینچ کے سامنے بھی نظر ثانی استحقاق سے انکار ہوا۔ مگر گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ جرمانہ معاف کر دیا اور سزائے قید۔ قید محض میں تبدیل کر دی۔ آپ نے پورے چھ سال قید کے منڈے کے جیلخانے میں بھگتائے۔ دہلی دربار کے موقعہ پر بھی گورنمنٹ نے آپ کو رہا نہ کیا۔ اور نہ سزا کی میعاد میں حسب دستور تخفیف ہوئی لیکن مسٹر تلک اب پوری میعاد بھگت کر آزاد ہوئے ہیں سنا جاتا ہے کہ مسٹر تلک اب کسی مقدمہ پر ولایت جانیوالے ہیں۔ اور پھر جرمنی میں بھی کئی برس تک رہیں گے۔ اور باقی زندگی تصنیف و تالیف میں صرف کریں گے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے جیلخانہ میں تین کتابیں لکھی ہیں جو جلد پونہ میں شایع ہونے والی ہیں۔

مسلمانان کشمیر پر ریاست کی مہربانی

ذیل میں ڈاکٹر مترا شیر تعلیم ریاست جموں و کشمیر کی ایک چٹھی کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جو صاحب موصوف نے کشمیری کانفرنس کے نام ارسال فرمائی ہے:۔ جناب والا!

بسلسلہ چٹھی نمبر ۷۹۳ مرقومہ ۲۲ مئی ۱۹۱۲ء مجھے جواباً یہ عرض کرنے کا افتخار حاصل ہوا ہے کہ سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی گورنمنٹ اپنی رعایا کو ریاست کی موجودہ تمام تعلیمی سہولتوں سے مستفید کرنیکے لئے ہر ایک قسم کی حوصلہ افزائی اور سعی کر رہی ہے آپ کی سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کے لئے یہ معلوم کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ سال رواں میں ریاست کے ابتدائی مدارس کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اور ایک گران قدر رقم خاص مسلمان طلباء کو وظائف مخصوص کیگئی ہے اور پچاس مسلمان مدرس ابتدائی مدارس میں مقرر کئے گئے ہیں علاوہ ازیں مسلمان ملاؤں پیرزادگان وغیرہ کو طریق تعلیم سے آگاہ کرنے اور پرائمری سکولوں میں بطور مدرس مقرر کرنے کا

انتظام ہو رہا ہے۔ نیز ایک خاص مسلمان انسپکٹر کے مقرر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

آخر میں مجھے یہ عرض بھی کرنا ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کیلئے جو تجاویز پیش کیجائیں۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کی گورنمنٹ ان پر ہمیشہ مناسب غور کرنیکے لئے تیار ہے

(میں ہوں آپکا فرمانبردار خادم)

دستخط اے مترا ڈائریکٹر صیغہ تعلیمات ریاست جموں کشمیر

لنکا میں زراعت کا عظیم الشان کالج

گرم ممالک میں زرعی پیداواروں کو ترقی دینے کی تجاویز وضع کرنے کے مقصد سے لنڈن میں ۲۳ جون کو ایک بین الاقوام کانگریس کا اجلاس ہوا جس میں غیر ملکوں کے ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ قیصر معظم نے کانگریس کے مربی ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ پروفیسر ڈنسٹن نے بیان کیا کہ اعلےٰ علم زراعت کی ترقی کیلئے ایک کالج مشرق میں اور دوسرا مغرب میں کھولا جائیگا۔ مشرقی کالج لنکا میں کھلیگا۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ درکار ہے اس کالج میں سب آدمی جو ابتدائی شرائط پوری کر دینگے۔ داخل ہو سکیں گے۔ نصاب ایک سال کا ہو گا۔ کل خرچ فیس رہائش وغیرہ ملا کر ڈیڑھ سو پونڈ سالانہ ہو گا جو جو لوگ صیغہ زراعت میں ملازم ہونے کے خواہاں ہیں انہیں اس کالج میں تعلیم حاصل کرنی ہو گی۔ مصر۔ ہندوستان۔ برہما۔ سیام۔ اسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ وغیرہ وغیرہ ملکوں کے امیدوار اس کالج میں داخل ہو سکیں گے امید ہے ہندوستانی امیدوار بھی اس کالج میں داخل ہو کر مستفید ہوں گے +

علیگڈہ کالج کے امتحانات کے نتائج امسال

علیگڈہ کالج کے سالانہ امتحانات کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

درجہ	کل تعداد طلبا	پاس	فیصدی
میٹرکولیشن	۵۹	۲۴	۴۱
ایف اے	۱۸۰	۷۰	۴۲
بی۔اے	۱۳۳	۶۸	۵۱
ایم۔اے (پرلیس)	۲۳	۱۴	۶۱
ایم۔اے (انگلش)	۱۶	۱۲	۷۵
بی ایس سی	۱۲	۲	۱۷
ایم ایس سی	۳	۱	۳۳

بعض کم فہم معاصرین نے مندرجہ بالا نتائج کو خراب قرار دیا ہے بلکہ عنوان ہی یہ رکھا ہے "کالج کے امتحان کے خراب نتائج" افسوس تو یہ ہے کہ امیدواری کے عدم احساس کے ساتھ کسی کو محنت و مطالعہ کا بھی شوق نہیں اگر یہ معاصرین یونیورسٹی کے نتائج کا اوسط ملاحظہ کر لیتے تو اپنے قومی کالج کے نتائج پر یوں ناک بھوں نہ چڑھاتے۔ علیگڈہ کالج کی کامیابی اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ ساری پنجاب میں اتنے مسلمان بی۔اے و۔ایم اے نہیں بنے ہیں۔ جتنے کہ اکیلے علیگڈہ کالج نے کرائے ہیں۔ خود صوبجات متحدہ سے کل پاس شدہ مسلمانوں سے کالج کے پاس شدگان کی تعداد بہت زیادہ ہے اگرچہ ہمنے ہندوستان کی ساری یونیورسٹیوں کے نتائج نہیں دیکھے مگر ہم قیاساً کہہ سکتے ہیں کہ سارے اسلامی ہند نے جتنے گریجوایٹ اس سال پیدا کئے ہیں۔ اس سے کالج کے گریجوایٹوں کی اوسط بہت بڑھی ہوئی ہے اور یہ صرف علیگڈہ کالج کی برکت ہے کہ صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کی آبادی کی نسبت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت سہ چند زیادہ ہے ان حالات و بدیہیات کی موجودگی میں کالج کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اس کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی بداندیشی کا کام ہے۔

علیگڈہ کالج کو بدنام کرنیوالے زیادہ تر وہ اشخاص ہیں جو سیاسی دنیا میں عام اسلامی پالیسی سے انحراف کر چکے ہیں وہ موجودہ بیدار مغز اور ہمدرد ملت سکرٹری قبلہ نواب صاحب کے انتظام میں کیڑے ڈالنے کیلئے سفید جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ پچھلے دنوں اپنی یاران طریقت نے یہ خوشہ چھوڑ دیا کہ کالج فنڈ میں تین لاکھ کا گول مال ہوا ہے ان جھوٹوں سے یہ لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ ابنائے ملت کا جاہل طبقہ اور خود غرض جماعتیں انکی پیٹھ ٹھونکتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جو شخص جھوٹ بولتا تھا مسلمان اس سے بات کرنیکے روادار نہیں بنتے تھے یا اب یہ زمانہ ہے کہ جو شخص علانیہ جھوٹ بولتا ہے۔ فنڈوں کا روپیہ چٹ کر جاتا ہے۔ اور ہر طرح کی خرابی کا ارتکاب کرتا ہے وہ قوم کا فدائی کہلاتا ہے۔ ممکن ہے کہ قوم کو اسکی اصلیت معلوم نہ ہو مگر کسی کی اصلیت سے جہلک طور پر بے خبر ہونا بھی تو پرلے درجہ کی کمزوری اور تباہی کی علامت ہے۔ (ملت)

زنانہ گریجویٹوں کی کامیابی

۔ کلکتہ یونیورسٹی کا بی۔اے کا نتیجہ عورتوں کے انگریزی کے اعزازی فہرست میں نمایاں درجہ حاصل کرنے کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتا ہے تین عورتیں پہلے ڈویژن میں پاس ہوئیں۔ ڈویژن مذکور میں جو عورت دوسرے نمبر پر رہی اس کا نام کونسٹینس برن ہے دوسری ڈویژن میں اول و سوم و پنجم نمبر پر عورتیں پاس ہوئیں یہ تینوں یوروپین ہیں۔

بڑودہ میں پریس کی آزادی

۔ شاہ ہو یا گدا اپنی سلامتی ہر ایک کو مطلوب ہے اور وہ اسلئے ہر جائز و ناجائز کوشش کرتا ہے۔ ہندوستانی رئیسوں میں مہاراجہ بڑودہ کا نام روشن ضمیری اور آزاد خیالی میں سب سے اونچا سمجھا جاتا ہے مگر دربار تاجپوشی میں مہاراجہ بڑودہ سے جو غلطی یا سہو ہو چکا ہے اس سے گائیکواڑ کو اپنی سلامتی کا اس قدر اندیشہ پڑ گیا ہے کہ وہ سارے کس بل چھوڑ کر دن رات اس فکر میں مستغرق رہتے ہیں کہ کسی طرح سرکار کو خوش کریں اور سرکار کی خوشنودی کا سب سے بڑا ذریعہ پریس کی نگرانی اور اس کا گلا گھونٹنا سمجھ لیا گیا ہے اس لئے مہاراجہ بڑودہ اس طرف بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ چنانچہ پریس کی نگرانی کیلئے باقاعدہ پریس رپورٹر رکھا ہوا ہے جو کتابوں اخباروں اور پریسوں کے متعلق رپورٹ دیتا ہے۔ ان رپورٹوں کی بنا پر پچھلے سال بڑودہ میں ایک اخبار کو تنبیہ ایک پریس کے مالک کو جرمانہ ہوا۔ اور قریباً ۲۰ کتابیں ضبطی میں آ چکی ہیں اور بڑودہ کی ضبط کردہ کتابوں کی تعداد شاید سرکاری علاقہ سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

لاہور

کا دیانند اینگلو ویدک ہائی سکول ہر سال انٹرنس کے امتحان میں نہ صرف امیدوار سب سے زیادہ تعداد میں بھیجتا ہے بلکہ اسکے کامیاب طلباء کی تعداد بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اور اکثر لڑکے اعزاز کے ساتھ اچھے نمبر حاصل کر کے پاس ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سال سکول مذکور سے ۱۳۹ طلباء انٹرنس کے امتحان میں شامل ہوئے تھے جنمیں سے ۹۲ پاس ہوئے اور ۱۶ا۔ زیر تجویز ہیں اور پاس شدہ طلباء میں سے لالہ کلیانداس سائنس فیکلٹی میں سب سے اول نمبر پر رہے۔ دوسرے تیسرے اور چوتھے نمبر پر بھی اسی سکول کے طالب علم پاس ہوئے ہیں۔ مگر اسلامیہ سکولوں کے نتائج دیکھکر ہم شرم سے سر جھکا رہے ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ اسلامیہ سکولوں کے کنڈکٹرز تعلیمی اغراض ملحوظ نہیں رکھتے وہ تو دھڑا بندی کی بنا پر سکولوں پر قبضہ کرتے ہیں در حقیقت مالی حکومت استادوں اور لڑکوں پر کرتے ہیں۔ ماسٹر بیچارے کو بہتیرا سر کھپاتے ہیں۔ مگر یہ ان دسکتریاں ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ لاہور کے ایک اسلامیہ سکول کا نتیجہ تو بدترین سے بھی بدترین ہے۔

ہم ہمعصر ملت کی رائے سے بالکل متفق ہیں واقعی مسلمانوں کے لئے مر جانیکا مقام ہے۔ یونہی اتنا روپیہ تباہ کیا جاتا ہے (الحکم)

آئرلینڈ

کی خود مختاری کا مسودہ ہاؤس آف کامنز سے پاس ہو گیا ہے اور ہوس آف لارڈز میں پیش ہے۔ لیکن السٹر کا معاملہ حل نہیں ہوا۔ آئرلینڈ کے نیشنلسٹ گروہ نے اپنے والنٹیر تیار کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں اسلئے ہیجان بڑھتا جا رہا ہے۔ والنٹیروں کو قواعد سکھائی جاتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کا یہ علاج تجویز کیا ہے کہ السٹر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ آئرلینڈ کے ہوم رول کے زیر اثر رہنا چاہتا ہے یا نہیں اس مقصد سے ہوس آف لارڈز میں ایک ترمیمی مسودہ پیش کیا گیا ہے اس سے السٹر کے اضلاع کو یہ رعایت دیگئی ہے کہ کثرت رائے سے وہ ہوم رول کے اندر یا باہر جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس انتظام سے مالی و انتظامی بندوبست بھی کیا جائیگا۔

پیغام کے ایک کشف کی حقیقت

(مرقومہ جناب میاں قدرت الٰہی صاحب کوچہ چابک سواراں لاہور)

جب حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوئے تو تائید میں اکثر لوگوں نے خوابیں اور کشوف دیکھے۔ اور دلائل کے بعد یہ دوسرا خدائی تصرف تھا۔ جسکا جواب تو پیغام صلح سے سوائے اس کے کچھ بن نہ آیا۔ کہ پیغام مورخہ ۱۹۔ اپریل اور ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء میں زیر ہیڈنگ "الہامات و کشوف کی حقیقت" یہ اور احمدی قوم کی یاد دہانی یا لکھکر ثابت کرنا چاہا کہ الہامات و کشوف اکثر شیطانی ہوتے ہیں۔ یہ اسلئے کیا کہ الٰہی تصرف کو رد کر دیں جو ایک سچائی کی تائید کیلئے پے در پے کشوف کے رنگ میں نازل ہو رہا تھا۔ اور اسی طرح صاحبزادہ صاحب کو زک پہنچا دیں۔ لیکن خدائی تائید کو کون روک سکتا ہے۔ اب پیغام والوں نے اپنے اس عقیدہ کے خلاف کہ اکثر الہامات و کشوف شیطانی ہوتے ہیں۔ صوفی احمد دین صاحب کا کشف مورخہ ۱۶۔ جون ۱۹۱۴ء زیر مراسلات درج فرمایا ہے۔ جو مضمون ذیل ہے کہ کشف جو موعود ہونے والا ہے وہ سائرہ سے نہیں ہوگا۔ بلکہ ہاجرہ سے ہوگا۔ اور ہاجرہ کے متعلق تفہیم ہوئی کہ والدہ صاحبہ جناب میرزا سلطان احمد سے مراد ہے۔ یعنے آپکی جو ذریت ہوگی اس میں سے ہوگا۔ اور یہ بھی بتایا گیا۔ کہ سائرہ سے مولوی ہونگے لیکن ذریت طیبہ ہاجرہ سے ہوگی۔ ہاں اب پیغام والوں کو دعوی ہے کہ ہم سچائی کیخاطر لڑ رہے ہیں۔ تو ذرا بتائیں کہ کیا ان کو اس کشف پر ایمان ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر ہے تو ہو کر یہ قسم شایع کریں۔ ورنہ عجیب بات ہے انسان کا اپنا ہی ایمان نہ ہو اس کو شایع کرنیکے کیا معنے اور پھر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ایسے کشوف کو شایع کرنا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مقابلہ میں متشابہات کا رنگ رکھتے ہوں حالانکہ حضرت صاحب نے اپنے الہامات سے مصلح موعود کا تعیین فرما دیا ہے اصل میں پیغام صلح کو الہامات و کشوف پر کوئی اعتبار نہیں پیغام مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء لکھتا ہے "کسی غیر مامور کی خواب یا الہام کسی شخص کیلئے حجت شرعی نہیں ہو سکتی۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ انبیاء کے سوا ایسے پاک قلوب جو بالکل تمنی سے خالی ہوں اور حدیث نفس اور مس شیطان سے محفوظ ہوں۔ شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں" (صوفی صاحب اسکو نوٹ کرلیں) پھر فرماتے ہیں۔ اسیطرح اس زمانہ میں جس طرح صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک روگ بیدار ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا "یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اور ممکن ہے ایک خواب سچی بھی ہو۔ اور شیطان کی طرف سے ہو۔"

پھر فرماتے ہیں۔ "مسیح موعود علیہ السلام خدا کا فرستادہ تھا۔ اور اس کی باتیں خدا کی باتیں تھیں (صوفی صاحب سے پوچھئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے کشف پیش کر رہے ہیں۔ اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتے) جو کچھ اس نے کہا (حضرت مسیح موعود نے) وہ درست کہا اور جو کچھ لکھا درست لکھا۔ جو اسکی تحریر کے خلاف کہے وہ غلطی پر ہے۔"

دیکھا حضرات کیا اب صوفی صاحب کا یہ کشف اضغاث احلام سے زیادہ وقعت رکھتا ہے۔ اب ذرا غور سے سنئے ایک نہایت عمدہ نکتہ آتا ہے۔ پیغام ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء زیر ہیڈنگ "مصلح موعود کی پیشگوئی" اور اس پیشگوئی کو حضرت صاحب نے کس لڑکے پر چسپاں کیا" کہ مصلح موعود کی پیشگوئی میاں مبارک احمد پر پوری ہو گئی۔ اِنّا

لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ بقول پیغام یہ پیشگوئی پوری ہوچکی میرے پیارے صوفی صاحب آپ کس مصلح موعود کی پیشگوئی فرما رہے ہیں۔ ایک تو ہوچکا دوسرا کونسا باقی ہے کیا عجب خدائی کشف ہے۔ بتلائیے اب پیغام سچا ہے یا آپکا کشف۔ افسوس جب انسان سچائی چھوڑتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ خدا آپ کو ہدایت دے۔ پیغام کی نصیحت بھی یاد رکھو کہ حقیقت الوحی کا مطالعہ ضرور کرتے رہا کرو ورنہ مقام خوف ہے۔

ہائی سکول قادیان کی خبر لو!

(امتحان انٹرنس کی نتیجہ پر سرسری نظر)

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

جن دوستوں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس کے نتیجہ کے متعلق کچھ پڑھا یا سنا ہوگا۔ وہ × × ×

× × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × بہت ہی حیران ہوئے ہوں گے اور خیال کرتے ہونگے کہ اس سکول نے جسپر کہ ہزارہا روپیہ صرف کیا گیا ہے اور جسکی خاطر کئی دفعہ گورنمنٹ کے آگے مالی امداد کیلئے ہاتھ پھیلائے گئے۔ ایک سال میں صرف ۴۔ انٹرنس پاس لڑکے پیدا کئے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ تعجب بھی بجا ہے کیونکہ اس سال اگرچہ پنجاب یونیورسٹی کے انٹرنس کے امتحان میں صرف ۲۲ فیصدی ہی لڑکے کامیاب ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے سکول کا نتیجہ تو بہت ہی خراب ہے وہ لوگ جنکو اپنے کاروبار سے فرصت نہیں ملتی وہ ایسی باتوں کیطرف بہت کم توجہ کرتے ہیں مگر معاملہ فہم اور عقلمند لوگوں کیلئے یہ مرجانیکا مقام ہے کہ چار لاکھ کی قوم سال بھر کی کوشش کے بعد صرف چار کامیاب لڑکے پیدا کرتی ہے۔ ایک ہی شخص کے سر پر عظیم الشان ذمہ داریوں کے بوجھ کے رکھنے کا یہی حشر ہوا کرتا ہے۔ قوم کی آیندہ نسل کی تربیت کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسکو لیکچرار اور سیکرٹری مقرر کردینا اس کو فرض منصبی میں اپنے ہاتھوں کمزور کر دینا ہے۔ ڈوژن آف لیبر (تقسیم محنت) ایک ایسا اصول ہے۔ جسکی بنا پر یورپین اقوام کامیاب ہو رہی ہیں۔ یورپ کے عظیم الشان کارخانے اسی مذہبی اصول پر کام کرتے ہیں اگر اس اصول پر کام نہ کیا جاتا۔ تو آج اتنی کامیابی حاصل نہ ہوتی۔ پس جب تک ہم اپنی قوم میں اس اصول پر کاربند نہ ہوں گے ہم ہرگز ہرگز اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکینگے۔

پس موجودہ نقصان سے جو مفید سبق ہم حاصل کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہائی سکول کے ذمہ دار شخص کے کندھے پر اور کوئی بوجھ نہ رکھا جائے۔ اس سال جو نتیجہ خراب رہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کو غیر احمدی مسلمانوں کی لیگوں میں شامل ہونا پڑتا۔ جس میں آپ کو ایک خاص شہرت کے حاصل ہونیکی امید تھی دوسرا آپ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری تھے۔ جس کرسی پر بیٹھکر آپ عرصہ چھ سال کی تیار کردہ سکیم کو بزرگان لاہور کے اشارہ کے ماتحت پورا کر رہے تھے اور خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور انکی چھ سالہ کوشش اپنا رنگ لا رہی تھیں ان کو کیونکر فرصت ہوسکتی تھی کہ وہ امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والے لڑکوں کی تیاری کی فکر کرتے آپ خود رات کو بورڈ میں جاتے بعثت مسیح موعود کو اسلام پر حملہ کے خیالات منتشر کرتے تھے اور بجائے اس کے کہ لڑکوں کو انکی تیاری میں مدد دیتے۔ اسطرح انکا قیمتی وقت کا ستیاناس کرتے رہے۔ پھر تیسری وجہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات تھی۔ آپکی وفات ایک غیر معمولی وفات تھی جسپر کہ ایک عظیم الشان فساد برپا ہونیوالا تھا۔ جس نے کہ عین وفات پر بچوں سے لیکر بوڑھوں تک سب کو پریشان کر رکھا تھا۔ یہ تمام واقعات ایسے وقت میں ہوئے جبکہ امتحان انٹرنس میں چند روز باقی رہتے تھے پھر ان حالات کی موجودگی میں نتیجہ کیونکر تسلی بخش ہو سکتا تھا۔ خیر یہ تو گذشتہ واقعات ہیں اگرچہ وہ سب گذر چکے ہیں مگر تاحال انکا اثر باقی ہے اور ماسٹر صدر الدین صاحب کے چلے جانے سے جو سٹاف میں کمی واقع ہوئی ہے وہ ابھی تک پوری نہیں ہوسکی اور جب تک ذمہ داری کی جگہ کسی قابل اور متین پکے احمدی شخص کے وجود سے پر نہ ہوجائے تب تک احمدی قوم کو مدرسہ کیطرف سے بیفکر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگرچہ موجودہ صورت میں جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے علیگ (بطور ہیڈ ماسٹر کے کام کررہے ہیں اور مدرسہ کی حالت کو ٹھیک کرنے میں بڑی سرگرمی سے کوشش کررہے ہیں مگر جیسا کہ ہمارے سننے میں آیا ہے وہ اس بوجھ کو مستقل صورت میں اپنے سر پر رکھنا نہیں چاہتے پس ایسی صورت میں قوم کا غفلت سے کام لینا اور اپنے بچوں کو جنکے ساتھ ہماری ہزاروں امیدیں وابستہ ہیں ذمہ دار شخص کے سپرد نہ کرنا ایک خطرناک غلطی ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کا ہیڈ ماسٹر ایک ایسا شخص ہونا چاہیئے جو علاوہ قابل اور اعلیٰ درجہ کا منتظم ہونے کے سکول سٹاف اور لڑکوں کیلئے زندہ نمونہ ہو جسکا ظاہر و باطن ایک ہو جسکے اندر اپنی قوم کے بچوں کی بھلائی کیلئے ایک سچی تڑپ ہو جو خالص اور پکا احمدی ہو اور منافقت سے بالکل مبرا ہو۔ جب تک ایسی حالت نہ ہوگی قوم کے بچے ہرگز ہرگز سلامتی میں نہیں رہ سکتے۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بہت فکر ہے آپ اسی لئے بار بار قوم کو مالی امداد کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔ پس قوم کو چاہیئے کہ آپکی آواز پر لبیک کا نعرہ بلند کرتی ہوئی جو کچھ ہو حسب توفیق حضور کی خدمت میں پیش کرے ✤

منکرین خلافت نے اپنی طرف سے مسیح موعود علیہ السلام کے لگائے ہوئے پودوں کو تباہ کرنیکی حد سے زیادہ کوشش کی اور اگر کسی مادہ پرست کی نظر سے دیکھا جائے تو قریب تھا کہ سب کا سب خاک میں مل جائے مگر خدا نے اپنے فضل سے سب کچھ محفوظ رکھا ہائی سکول کے متعلق بہت سی بدگمانیاں پھیلائی گئیں مگر سکول کی حالت میں کوئی اتنا ضعف واقعہ نہیں ہوا۔ سٹاف کی حالت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی۔ مرزا بشیر احمد صاحب۔ و ماسٹر عبد الرحمان صاحب کے مدرسہ میں کام کرنے سے سکول کی حالت کچھ سنبھل گئی ہے اور اگر عام سکولوں کی حالت کا اندازہ لگایا جائے تو کام چل سکتا ہے مگر پھر بھی جب تک مستقل طور پر کوئی ذمہ دار ہیڈ ماسٹر مقرر نہ کیا جائے۔ تب تک قوم کو بیفکر نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر غور تو کرو دینی تعلیم کا تو یہ حال ہے کہ حضرت صاحب کے منشاء کو پورا کرنیکے لئے نہ آج تک یہ کوشش کیگئی ہے کہ حضرت کی کتب دینیات میں شامل کیجائیں نہ ابھی تک کسی نے تجویز کی ہے اور اگر مروجہ تعلیم کا یہی حال رہا کہ یونیورسٹی کے امتحان میں صرف چار پانچ لڑکے ہی پاس ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں قوم کا وقت اور روپیہ ضائع کیا جائے کیوں تمام کا تمام زور اشاعت اسلام پر ہی لگایا جائے۔ مگر یاد رکھو مدرسہ کا قائم رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ اشاعت اسلام کیلئے مبلغ پیدا کرنا اس میں ہماری آیندہ نسلیں ایک مضبوط چٹان پر کھڑی ہوسکتی ہیں۔ آجکل کا زمانہ اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا آیندہ نسلوں کو مذہبی جنگ کیلئے تیار کرنیکے لئے سوائے اسکول کے اور کوئی ذریعہ نہیں اگر آیندہ نسلوں کی تیاری کیلئے کوئی سامان نہ کیا گیا اور موجودہ نسل کا یہی ساٹھ سال کے اندر اندر خاتمہ ہوگیا تو سمجھ لو کہ ہمارا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔ پس اے مسیح موعود سے سچی محبت رکھنے والو۔ اے اسلام کے شیدائیو کھڑے ہو جاؤ خواب غفلت کو چھوڑ دو۔ یہ سونیکا وقت نہیں دنیا کے لوگ ؟

رات دن فانی چیزوں کے حاصل کرنیکے سر توڑ کوشش کرنے میں مگر قوم بقا کیلئے کوئی سامان نہیں کرتے اپنے بچوں کی فکر کرو اور انکی زندگی کو مفید اور کار آمد بنانیکے لئے کوشش کرو +

جلسہ کاٹھ گڑھ

(مورخہ ۱۲ - جون ۱۹۱۳ء)

تیسری تقریر جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب

(جس میں سکھ صاحبان مخاطب تھے)

اسلام ایک ایسا صلح اندیش مذہب ہے جسکے اصول تمام دانشمندوں کے نزدیک حکیمانہ ہیں - یہی مذہب ہے جو تمام مذاہب کے بزرگوں اور انکی الہامی کتب کی دل سے تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہے یہی زندہ مذہب ہے جس پر قدم مار کر جب کہ دنیا پیدا ہوئی لوگ زندہ خدا سے ہمکلام ہوتے رہے ہیں - کرشن جی مہاراج - گرونانک صاحب - موسیٰ ؑ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم سب اپنے اپنے وقتوں میں خدا کے پیارے اور برگزیدہ بھگت اور نبی ہوئے ہیں -

تمام مذاہب سوائے اسلام ایک خطرناک غلطی کے مرتکب ہو گئے ہیں - مگر خدا نے اسلام کو اس غلطی سے محفوظ رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام مذاہب والے انکے پیرو کار اپنے زندہ تعلق باللہ حضرت الہامات و مکالمات کو اپنے بزرگوں تک ہی محدود رکھتے ہیں اور بعد میں آنیوالی نسلوں کو ان روحانی برکات اور ثمرات سے محروم محض بے نصیب قرار دے رہے ہیں - مگر اسلام سکھاتا ہے کہ جیسے ہمارے عارضی مادی جسم کے قیام اور سرسبزی کیلئے سال بسال کی بارش لابدی ہے - پھر روح کیلئے جو ابد الاباد کیلئے پیدا کی گئی ہے - اسکی نشو و نما اور تربیت کیلئے روحانی بارش (الہام) بطریق اولیٰ لازمی اور محقق ٹھہری - خدا سے قطع تعلق کرنے والے جب اس قابل نہ رہے کہ خدا ان سے الہام و کلام کرے - انہوں نے اپنے شیشہ قلب کو مکدر پا کر اپنے نالایق اور گمراہ ہونیکا تو اقرار نہ کیا مگر یہ کہدیا کہ اب ہمیں داریوں کی الہام کی ضرورت نہیں - حالانکہ امراض روحانیہ شرک فسق و فجور کے سیلاب نے بزبان حال چلا کر کہا کہ روحانی علاج کی ضرورت ہے ایسے عیسائیوں نے اپنے بزرگوں کو الہام سے مشرف مانا لیکن عہد میں آکر اپنے گذشتہ یار (عیسائیوں) کیطرح الہام کو غیر ضروری سمجھا یا انکار کر دیا اس طرح کے مسلمان بھی اسی غلطی کے مرتکب ہو گئے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متنبہ کر دیا - اسی طرح گرونانک صاحب نے بھی فرمایا کہ الہام الٰہی ہر زمانہ ہوا کرتی ہے اور ہونی چاہیئے -

ہم گرونانک صاحب اور کرشن جی مہاراج کی دل سے عزت کرتے اور ان کو جو اتنا رشی مانتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی ان بزرگوں کو مسلمان قرار دیتا ہے اور اس کی اس سے مراد کر اور کوئی اصلیت نہیں ہے کہ وہ بزرگ خدا کے فرمانبردار اور عاجز بندے تھے یہ لفظ مسلمان سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ گرونانک صاحب و کرشن جی مہاراج آجکل کے نام کے مسلمانوں کیطرح ٹھو ٹھے پیالوں میں کہاتے پیتے تھے اور گندے لباس پہنتے تھے اور حقہ پیتے تھے اور بڑا گوشت کہاتے تھے یہ ہرگز نہیں ہے! - مثلاً میں جو مسلمان ہوں میں حقہ نہیں پیتا ہوں اور نہ پیالے ٹھوٹھے میں کہاتا پیتا ہوں - اور نہ بڑا گوشت کھاتا ہوں ان باتوں سے کوئی مسلمان (خدا کا فرمانبردار) نہیں بنتا - مسلمان بننا تو اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا پر قربان کر دینے کو کہتے ہیں - پس ہماری اور سکھ صاحبان کی نزاع لفظی ہے ورنہ مفہوم میں دونوں قومیں متفق ہیں - ہمارا ایمان ہے کہ گرونانک صاحب خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے - اور ہماری طرح نماز گذارتے تھے - جیسے چولا صاحب پر آپ لکھہ کر سکھوں کو دے گئے ہیں ہمارا بھی یہی مطالبہ ہے کہ آپ صاحبان مسلمان ہرگز نہ بنیں نہ مسلمانوں سے کھانا پینا - نہ بڑا گوشت استعمال کریں نہ شادی رشتہ کریں - مگر اتنا ضرور کریں کہ گرونانک صاحب کیطرح حج کعبۃ اللہ کا کریں - فقیروں پیروں سے مستفیض ہوتے رہیں اور اپنے گرو صاحب کیطرح وہی طریق پرستش اختیار کریں - جو انہوں نے پسند کیا اور چولا صاحب میں لکھہ گئے اور تناسخ اور ارواح و مادہ کے بارہ میں جو عقاید اسلام کے ہیں وہی تسلیم کریں جو گرونانک صاحب نے گرنتھ صاحب کے حصہ جپ جی صاحب میں لکھدیئے ہیں - بیشک آپ صاحبان جو ہیں وہی رہیں مگر اعمال گرونانک کے کریں اور عقاید ان کے ہی تسلیم کریں -

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ گرنتھ صاحب سارے کا سارا گرونانک صاحب کی تحریر یا تصنیف ہے - لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ آپ کے بعد جو دوسرے چند گرو گدی نشین ہوئے وہ بھی شبد بنا بنا کر گرنتھ صاحب میں شامل کرتے گئے - حتیٰ کہ بعض شبدوں کے انجام پر نانک کا نام بھی لگا دیا گیا ہے جو گرونانک کی تصنیف ہرگز نہیں ہیں - اور اس بیان سے تمام سکھ صاحبان کا اتفاق ہے - یہی وجہ ہے کہ گرنتھ صاحب میں بعض شبد ایک دوسرے کے نقیض اور مخالف ہیں - لیکن طالب حق کیلئے فیصلہ کی راہ آسان اور نزدیک ہے اور وہ یہ ہے کہ **جپ جی صاحب** جسے سکھ صاحبان بطور نماز کے پڑھتے ہیں - اور ہزاروں کو یہ حصہ گرنتھ صاحب کا ورد زبان ہے - اس میں بوجہ تواتر تاریخی کے کوئی تحریف و تبدیل و قوع میں نہ آئی - لہذا ان اشعاروں میں آپ کوئی ایسا شبد نہ پاوٗگے جو تعلیم قرآن و اسلام کا مخالف اور مکذب ہو - ان دوسرے گدی نشین گروؤں کے بعض اشعار جو دور زمانہ اور پولیٹیکل حالات سے متاثر ہو گئے تھے باقی حصہ گرنتھ صاحب میں ایسے ضرور موجود ہیں - جنمیں کہیں اسلام کی تائید اور کہیں تکذیب کیگئی ہے - مگر اول حصہ گرنتھ صاحب کا (جپ جی صاحب) گرونانک صاحب کی اصل تصنیف بالکل درست ہے اور سکھوں کے ہر روز نماز میں دہرانی پڑتی ہے اس میں کمی و بیشی و قوع میں نہیں آئی - لہذا گرونانک صاحب کے اصل عقیدہ کا حال اسی حصہ گرنتھ صاحب سے معلوم کرنا چاہیئے اگر اس طریق تطبیق کو تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر کوئی عقلمند ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ ایک ہی سرچشمہ اور منبع سے دو نقیض عقیدے اور باہمی مخالفت رکھنے والے اشعار نکلے ہوں اور دوسرا طریق تطبیق کا یہ بھی ہے کہ گرونانک صاحب نے جو اوائل عمر میں اشعار بنائے تھے انکا آخری عمر کے اشعاروں سے اختلاف ہے یہ اسلئے ہوا کہ آپ کی ابتدائی عمر گذرنیکے بعد جب آپ کو دور دراز اسلامی ممالک کی سیر کرنا پڑا - اور پیر فقیر اور اولیاء اللہ کے مقابر پر چلہ کشی کرنی پڑی تو اس وقت آپکے خیالات اور اعتقادات پر انقلاب عظیم آگیا تھا - اسلئے لازمی تھا کہ اوایل عمر کے شبد آخری عمر کے شبدوں سے مخالف ہوں - پس گرنتھ صاحب کے اشعاروں کے نفس مضامین میں بعض جگہ جو اختلاف موجود ہے اسکی وجہ مذکورہ بالا وجوہات میں سے ایک نہ ایک وجہ ہے - اب ہم ذیل میں جپ جی صاحب کے چند اشعاروں سے گرونانک دیو جی کے دہرم کا پتہ لگاتے ہیں اور جپ جی صاحب ایسا ہی تحریف و تبدیل سے پاک ہے - جیسے چولا صاحب -

روح تناسخ

حکمی ہوون آکار حکم نہ کہیا جائی
حکمی ہودن جیئہ حکم ملے وڈیائی
حکمی اُتم نیچ حکم لکھہ دکھہ سکھہ پائیے
اکناں حکمی بخشیش اک حکمی سدا بھوائیے

(گرنتھ صاحب جی آد صفحہ ۱)

خدا کے حکم (کُن) سے مختلف صورتیں عطا کیجاتی ہیں - پھر اس حکم کی کنہہ کو کوئی پہنچ نہیں سکتا - خدا کے حکم سے ہی ارواح پیدا ہوتی ہیں - اور اسی کے حکم سے بزرگی اور مرتبت پر ایت (حاصل) ہوتے ہیں حکم الٰہی سے ہی اعلیٰ اور ادنیٰ

۹۹

طبقہ کے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی کے حکم سے لوگوں کو رنج و راحت نصیب ہوتا ہے بعضوں کو محض حکم الٰہی سے عطیہ ملتا ہے بعض حکم الٰہی سے عمر بھر سرگردان ہو کر خاک چھانتے پھرتے ہیں۔"

مذکورہ بالا شبدوں سے صاف ظاہر ہے کہ گرو نانک صاحب ارواح یعنی جیو کو غیر مخلوق نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ خدا کی مخلوق یقین کرتے تھے۔ جو اسلام کی تعلیم ہے۔ پھر لوگوں کو ایک دوسرے پر بڑائی اور بزرگی عطا کرنا۔ اور کسی کو امیر کسی کو غریب بنانا۔ گزشتہ جون کے اعمال اور ارواح کے کرموں اور گنوں کا نتیجہ نہیں گردانتے۔ بلکہ کسی کو بادشاہ بنانا کسی کو غریب کر دینا خدا کی مرضی اور امر کن کے ماتحت عمل میں آ رہے ہیں۔ پس صاف ثابت ہوا کہ گرو نانک صاحب تناسخ اور ارواح کے انادی ہونیکے قایل اور معتقد نہ تھے جیسے کہ قرآن کی تعلیم ہے

دائمی نجات

نانک بھگتاں سدا وگاس
سنئے دکھ پاپ کا ناس
سنئے موہنہ چوٹا نہ کھائے
سنئے جم کے ساتھ نہ جائے
(گرنتھ صاحب۔ جپ صفحہ ۳)

اے نانک خدا رسیدہ بزرگوں کو ہمیشہ کا آرام (جنت) ملا کرتا ہے۔ اور اس بات کو غور سے سن لو کہ ان کے دکھ اور پاپ گناہ اور عذاب کا ہمیشہ کیلئے ناش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ جنت میں رہتے ہیں

جو در حقیقت خدا پر ایمان لاتا ہے وہ خسران اور تباہی سے محفوظ رہتا ہے اور جو مومن ہوتا ہے اس کا تعلق ملک الموت سے نہیں رہے گا۔ (لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ) یعنے جو خدا کے برگزیدہ مومن ہوتے ہیں وہ مرکر پھر ملک الموت کے ہاتھ سے بار بار کتے بلیاں بننے کیلئے موت کا عذاب بار بار نہ چکھیں گے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے اور قرآن کی تعلیم ہے کہ جنت دائمی ہے اور جو لوگ بہشت میں جاوینگے وہ ہمیشہ راحت اور خوشی میں رہینگے ان کے گناہ اور عذاب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر برعکس اسکے ہندوؤں اور آریوں اور سکھوں کا یہ خیال ہے کہ تناسخ ٹھیک ہے کہ ارواح کا مختلف قالبوں میں اوتار لینا اور بار بار مرنا جینا تناسخ کے عقیدہ کے مطابق جائز اور درست ہے مگر گرو نانک صاحب نے بتلا دیا کہ یہ عقیدہ باطل ہے حق وہی ہے جو قرآن اور اسلام سکھاتا ہے۔ جو ہم نے جپ جی سے نقل کیا ہے

کن فیکون۔

کیتا پساؤ ایکو کواؤ۔ ﴿ تس تے ہوئے لکھ دریاؤ
قدرت کون کہاں بیچار ﴿ واریا نہ جاواں ایک وار
جو تدہ بھاوے سائی بھلی کار ﴿ توں سدا سلامت نرنکار
(گرنتھ صاحب جپ صفحہ ۴)

خدا کے ایک کن سے یہ ساری کائنات وجود پذیر ہو گئی ہے اس سے بیشمار دریا اور جو کچھ ان میں ہوتا ہے سب پیدا ہو گئے ہیں۔ کون ہے جو اسکی قدرتوں کا حد بست کر سکتا ہو کہاں ہر دو شخص جو اسکی طاقت کا احاطہ کر سکتا ہے یا زعم ہی لا سکتا ہے۔ میں (نانک) تو اس قابل بھی نہیں ہوں کہ ایک دفعہ بھی اس پر قربان ہو سکوں یعنے میں ہیچ محض ذرہ بے مقدار ہوں۔ جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی دنیا میں ہوتا ہے یعنے جب تک کوئی امر آسمان پر طے نہ ہو لے زمین پر بھی نہیں ہو سکتا۔ اے نرنکار تو اپنی طاقتوں اور اوصاف میں ہمیشہ یکساں اور زوال اور تغیر و تبدل سے پاک ہے یعنے اسکی صفات ازل سے یکساں کارگر ہیں ان میں سے کسی صفت تکلم یا سمع یا بصر کو معطل جائز نہیں ہے۔

اب اس بیان سے ظاہر ہوا کہ ارواح اور مادہ عدم محض سے خدا کے ایک کن سے وجود پذیر ہوا ہے اسکی قدرتوں کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا (لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار) اور خدا کی حکومت زمین و آسمان میں جاری و ساری ہے اور خدا حی و قیوم سمیع و بصیر اور متکلم ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ آریوں کے ایشور کیطرح اب وہ بے زبان ہو گیا ہے

اسی طرح اور بہت سے شبد ہیں جو قرآن شریف کی آیتوں کا ہو بہو ترجمہ ہیں۔ اور کوئی مضمون گرنتھ صاحب کا ایسا نہیں ہے۔ جو قرآن میں بالتصریح اور اعلیٰ پیمانہ پر بیان نہ کیا گیا ہو اور ہم علے الاعلان دعویٰ کرتے ہیں کہ گرنتھ صاحب کے خاص کر عمدہ شلوک اور نصیحتیں قرآن شریف سے لیکر ترجمہ کی گئی ہیں اور ممکن نہیں کہ کوئی سکھ دوست سردار کوئی ایسی نصیحت گرنتھ صاحب سے نکال کر پیش کر سکے جو قرآن شریف میں وہی یا اس سے بہتر موجود نہ ہو یہ اسلئے ہے کہ گرو نانک صاحب قرآن شریف سے فیض یافتہ تھے۔ پھر قرآن شریف کو ترک کرکے اور کہاں سے سیکھکر بیان کر سکتے تھے۔

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہائے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکائے
(گرنتھ صاحب صفحہ ۱۹۲۔ شلوک محلہ ۱)

مسلمان کہلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں کو خدا کی رضا پر قربان کر دینے کا نام اسلام ہے سو جو کوئی سچے دل سے قولاً و فعلاً ایسا کر کے دکھاتا ہے وہی مسلمان ہے۔ پس جو کوئی اس طریق سے سچ مچ خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے وہ مرنے جینے کے چکر اور آواگون یعنے تناسخ کے اوہام باطلہ سے رہائی پا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی گرنتھ صاحب میں

آپ صاحبان تعجب کرینگے کہ حضرت مرزا صاحب جو مثیل مسیح یا مثل عیسےٰ کی پیشین گوئی صریح الفاظ میں گرنتھ صاحب دسویں بادشاہی میں موجود ہے ٭ ایک بھائی کو سیا میں بتلائی گئی ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے

پُن راچھس کا کا ماسیا
سری اسکیت جگت کے عیسیٰ
پوہ پن گگن سے جھجے
سبہن ان وو ناٹی دی
دھن دھن لوگن کے راجا
دشٹن داہ غریب نوا جا

(گرنتھ صاحب دسویں بادشاہی)

ترجمہ:۔ ایک شریف النسل سردار جو بڑا بہادر ہوگا۔ اور جگت کے عیسیٰ ہونے کا مدعی ہوگا۔ اس کا ایک راکشس یعنی دشٹ انسان سے مقابلہ ہوگا۔ جسے انجامکار وہ ہلاک کر دے گا۔ اس واقعہ کے بعد پھولوں کی بارش آسمان سے ہوگی۔ اور لوگ دور دور سے آکر جگت کے عیسیٰ (مسیح الخلق) کو مبارکبادیں دینگے۔ اور عرض کرینگے کہ دھن مہاراج! آپ لوگوں کے راجا ہیں۔ دشٹوں کو تباہ کرنیوالے ہیں اور غریب مسکین لوگوں کی رکھشیا کرنے والے ہیں!

اب مذکورہ بالا ترجمہ سے ظاہر ہے کہ ایک شخص جو مثیل مسیح ہونیکا دعویدار ہوگا۔ اس کا ایک دشمن دینی (لیکھرام) سے مقابلہ و مباہلہ ہوگا جس میں جگت کا عیسیٰ!

(یہ الفاظ حضرت اقدس ؑ کو بایں الفاظ الہام ہوئے ہیں یا مسیح الخلق عدوانا) فتحمند ہو کر دشٹ کا سر کاٹ ڈالے گا۔ اور اس فتح اسلام پر لوگ آپ کو مبارکباد دینگے جیسا کہ ۱۸۹۷ء کو واقع ہوا۔ سکھوں کا یہ کہنا کہ عیسیٰ سے مراد ایشور لینگے بالکل بیجا اور دور از عقل و قیاس ہے۔ کیونکہ عیسیٰ نبی کا نام ایسا مشہور اور معروف ہے جسے بجز کسی ضدی ناخواندہ کے انکار نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا کا کسی دشٹ سے یدہ یا کشتی نہیں ہوا کرتی۔

٭ اور یہ لوگ دور دور سے آکر پیشی کرو دہائی (مبارکباد) دیا کرتے ہیں۔ دشٹن داہ غریب نوا جا یعنے جگت کا عیسیٰ دشٹوں کا تباہ کرنیوالا (قاتل الخنزیر) اور غریب لوگوں کی رکھشیا کرنیوالا (رودر گوپال) دیکھو بھاگوت گیتا) ہرگاہ کہ یہ الصلیب و قتل الخنزیر رودر گوپال ہے۔ دشٹن داہ غریب نوا جا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کرشن جی اور گرو گوبند سنگھ کو پرکاش ہوتے ایک ہی سرچشمہ سے لوگوں کی ہدایت کیلئے پرکاش ہوئے ؏

مغرب میں ہمارے مسیحا کا نام ضرور روشن ہوگا

جب تک جناب خواجہ صاحب ہندوستان میں لیکچر دیتے رہے تب تک تو ہمیں یہ تسلے دیتے رہے کہ میں ایک خاص سکیم پر کام کر رہا ہوں اور چند سال کے اندر اندر تمام ہندوستان کے تمام غیر احمدی مسلمانوں کو احمدی بنا دونگا۔ مگر خدا کی قدرت باوجود اتنے سال تک انڈیا میں کام کرنے کے کوئی غیر احمدی بھی آپکے لیکچر سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لایا۔ پھر جب مسئلہ کفر و اسلام کا شور برپا ہوا۔ تو آپنے اس امتیاز کے نشان کو بھی لوگوں کے سامنے پیش گول الفاظ میں پیش کرنا شروع کیا۔ تاکہ لوگ آپکے لیکچر سنکر تعریف کرتے رہیں۔

آخر جب آپ انگلستان پہونچے تو ہمارا دل امیدوں سے پر تھا۔ کہ اب ہمارے خواجہ صاحب اسلام کو مسیح موعود کا زندہ نمونہ پیش کرکے زندہ کرینگے اور مغرب کو مسیح موعود کی آمد سے آگاہ کریں گے کہ جسکے تم انتظار میں تھے وہ آچکا ہے مگر افسوس آج ہماری تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر دیا اور معنت میں غریب جماعت احمدیہ کا روپیہ جو سادہ لوح احمدیوں کو کیا معلوم تھا کہ یہی خواجہ صاحب انگلستان میں پہونچکر احمدیت کو جو حقیقی اسلام ہے۔ سم قاتل کے نام سے یاد کریں گے۔ اور انکے لاہوری دوست صاف طور پر اعلان کرینگے کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا جز و ایمان نہیں۔ افسوس صد افسوس خواجہ صاحب اور ان کے رفقا کے انصاف پر خواجہ صاحب نے اپنی روانگی کے دن احمدیہ بلڈنگس کی حسینی مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کو ماننے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ الفاظ ہیں جنپر آپ نے بڑا زور دیا تھا اور جو آج تک ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اور کئی دوسرے دوستوں کو بھی یاد ہوں گے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اگر خواجہ صاحب کا حافظہ تیز ہوتا تو ہم ضرور ان کو یہ الفاظ یاد دلاتے کہ اس وقت آپنے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا موجب نجات یقین کرکے اور یہی ایمان لوگوں کے روبرو ظاہر کیا تھا۔ اور آج جزو ایمان ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں آپکے حضرت کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

کیا آج لوگوں کو ایمان اور نجات کی ضرورت نہیں۔ اگر ہے تو پھر لوگوں کو جہنم سے بچانیکے لئے عذاب الٰہی سے نجات دلانیکے لئے خدا کے پیارے مسیح کے دعاوی کو پیش نہیں کیا جاتا۔ خیر اب تو رنگ ہی بدل گیا ہے وہ زمانہ ہی گذر گیا۔ اب تو خواجہ صاحب نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ میں انگلستان میں رہکر احمدیت کے متعلق کچھ نہیں کرونگا۔ اور یہ الفاظ ہماری طرف سے نہیں بلکہ انہی کے ایک نئے غیر احمدی یار غار قاضی سرفراز حسین خان کی اس مراسلت میں پائے جاتے ہیں جو انہوں نے پچھلے دنوں پیسہ اخبار میں بغرض اشاعت بھیجا تھا۔ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر گو احمدیت کا فیصلہ ہو چکا۔ آخر زبان قلم سے وہی نکلا۔ جو کئی سال سے آپ کے دل میں مخفی تھا۔ مگر کیا کوئی انسان جو متقی ہو یہ گمان کر سکتا ہے کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس امانت میں خیانت کرکے کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ایک ڈرپوک انسان اپنے حیلوں سے ممکن ہے کہ بظاہر ایک دو دفعہ کامیاب ہو جاوے۔ اور لوگوں کے مطلب کی باتیں کہکر انکی خوشنودی حاصل کرکے ان کو اپنا گرویدہ بنالے مگر العاقبۃ للمتقین کے مطابق حقیقی اخلاقی جرأت سے کام لینے والے مومن ہی مظفر و منصور ہوا کرتے ہیں

اللہ تعالےٰ کی عجب حکمت ہے جس دن سے خواجہ صاحب نے اپنے اصلی خیال سے پبلک کو آگاہ کیا ہے۔ اسی دن سے آپ پر مطالبات کا دروازہ کھل گیا ہے اور غیر احمدی اصحاب کے دل میں بھی جو عرصہ دو سال سے نہایت بیقراری میں انتظار کر رہے تھے۔ اپنے آدمی بھیجنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور اب چندہ کے روپے کے علاوہ احمدیت کے متعلق خواجہ صاحب سے سوال کیا جاتا ہے۔ جس کا خواب خواجہ صاحب دے چکے ہیں۔ کفارہ کا مسئلہ تو آپ پہلے ہی طے کر چکے تھے۔ اب تو جھگڑا ہی درمیان سے اُٹھ گیا۔

دوسری طرف ہمارے چوہدری فتح محمد صاحب نے ان سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور مسیح موعود کے دعاوی کا ذکر شروع کیا ہے۔

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ خدا تعالیٰ بالآخر کیسے کامیاب کرتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود کا نام چھپانے والے اور آپ کو درویش سر سید احمد صاحب کیطرح ایک قسم کا مفکر سمجھنے والے خوب کان کھولکر سن لیں کہ وہ ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کیلئے آئے تھے۔ اگرچہ آپ کا نام آپ کی وفات پر صرف عرب میں گرد و نواح کے ایک دو ملکوں تک ہی محدود تھا۔ مگر بعد میں تمام دنیا میں روشن ہوا۔ اسی طرح بروز محمد و مثیل مسیح کا نام ایک دن دنیا کی تمام اطراف و کناف میں بلند ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library

خدا کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ راستی کے فرزند جو اپنی زندگی کا ہر ایک سیکنڈ اسی کے نام کے بلند کرنے میں خرچ کرتے ہیں اور دن رات اسی دھن میں لگکر اپنے تمام عیش و آرام کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ تاریکی میں رہیں۔ مسیح ناصری جو محض بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کیلئے آیا تھا۔ جب اس کا یہ حال ہے کہ آج اس کے ظاہرہ نام لیوا لے تمام دنیا کے شہنشاہ ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ محمدی مسیح کا نام جو اپنے آقا کیطرح تمام دنیا کیلئے تھا دنیا میں روشن نہو پیارے دوستو خوب یاد رکھو آخر ہمارے پیارے کا نام روشن ہوگا۔ تم تو اس کے منور چہرہ کو بزدلی اور کمزوریا لیسی کے بادلوں سے چھپا کر اس کے نور سے فائدہ اٹھا کر اپنی تعریف کرانی چاہتے ہو۔ مگر اسکی تیز گرمی ان تمام بادلوں کو کافور کردیگی اور اسکی شعاعیں ایشیا چھوڑ یورپ اور امریکہ میں پہونچیگی۔ حتیٰ کہ افریقہ کا سب براعظم بھی اسکی روشنی سے منور ہو جاویگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو آج بیکسی کی حالت میں نحن انصار اللّٰہ کا نعرہ بلند کرکے اس منشاء الٰہی کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں

کلام حقانی

تحریر اور محرر کی دو دو باتیں

جہد تو نے تیرے پیمان شکستہ ہوئے
لے تیرے سر پہ بھی اب تیشۂ بیداد آیا

آلٹی میٹم کو کہا صلح کا پیغام اُس نے
فصل کو وصل بنا کر ستم ایجاد آیا

ناز ہے ایک۔ مکرنا تیرا۔ اے مایۂ ناز
کیا ہوا حرف وفا گر نہ تجھے یاد آیا

ہر نوشتہ تیرا اک پیرہن کاغذ میں
دہنِ بستہ سے کرتا ہوا فریاد آیا

کیوں بغاوت کی جگہ نقشِ اطاعت کھینچا؟
کیوں نہ بندے کی جگہ بندۂ آزاد آیا!

لکھ دیا غیر نبی کو جو نبی اور رسول
میرے راقم کو نہ اسوقت خدا یاد آیا!

اپنی تحریر سے وہ شوخ بگڑ کر بولا
طبع زاد دل میں یہ خار بگو بنیاد آیا

توسیہ رُو ہے تیری ذرہ بھی توقیر نہیں
عقل تجھکو نہیں تو صاحب تدبیر نہیں

ہم نے کب صاف کہا غیر نبی مرزا کو
ایک پہلو کی تو پیغام کی تصویر نہیں

وہ رسول ایسا ہے کافر نہیں اسکے کافر
صاف عقیدہ ہے کوئی زلف گرہ گیر نہیں

غیر کافر بھی ہو اپنی رسالت بھی نہ جائے
ایسی تجدید سے بہتر کوئی تدبیر نہیں

یوں بھی دیکھو تو مسلمان کہاتے سب ہیں
ملک اسلام کسی فرقہ کی جاگیر نہیں!

مدعا اپنا ہے تسخیر بتان یورپ
اب تو جائز کسی کافر کی بھی تکفیر نہیں

ہے زمیں گول۔ تو ہوسی سنو۔ پونڈ بھی گول
بات بھی گول ہو مطلب حاجت تغیر نہیں

احمدیت کا اگر نام لیا دوکنگ میں
ٹوٹ جاتے ہیں طلسمات کے تاخیر نہیں

احمدیت ابھی پردے میں رہے یورپ میں
یوں تو وہ نورِ جہاں ہے پہ جہاں گیر نہیں

ہم نے مانا کہ ہے رنگین سخن حقانی
رنگ یورپ میں جمائے یہ وہ تقریر نہیں

حامد کی نصیحت

یہ نظم گو پہلے بھی اشتہار کے رنگ میں شائع ہو چکی ہے۔ لیکن مناسب موقعہ دیکھکر شائع کیجاتی ہے اور وہ نظم جسکا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ دوسری چیز ہے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی / بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو بُرا کہنا اچھا نہیں ہے / برائی سے سُن لو بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحائے موعود / بغیر اُن کے اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانوگے اُن کی نصیحت / وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی
یہ سن لو اڑے وقت ہیں آنے والے / وہ پاؤگے تکلیف پائی نہ ہوگی
ہیں طاعون نے اب تو ڈیرے جمائے / مگر اس سے جب کچھ صفائی نہ ہوگی
خدا کے نشانوں کی تحقیر کرنا / سنو اس میں کچھ بہتری نہ ہوگی
چلو اب نہ بے راہ جب راہ نما ہے / پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی
دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا / کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے / کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی
چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا / کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی
پھرے بھاگتا ان سے ہر سو ہے باطل / ہے وہ مار کھائی کہ کھائی نہ ہوگی
ہوئے وقت جیسے ہزار زندہ اسلام / اب آگے کو ان کی خدائی نہ ہوگی
یہ اسلام کے غالب آنے کے دن ہیں / کسی کو بھی اس پر بڑائی نہ ہوگی
مسیحا کو نصرت ملے گی وہاں سے / کہ منکر کو واں تک رسائی نہ ہوگی
خدا بگڑی امت بنائے گا ایسی / کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری / کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی
ابھی وقت ہے چھوڑ دو بغض و تعصب / سلامت رہوگے تباہی نہ ہوگی
مسلمان مسلمان مسلمان بنو! تم / قیامت کے دن روسیاہی نہ ہوگی
ملیگی سعادت تمہیں دو جہاں کی / وہ پاؤگے عزت کہ پائی نہ ہوگی
کرو دین کی خدمت مسیحا کی مانو / بغیر اس کے حاجت روائی نہ ہوگی
یہ مطلب کی باتیں ہیں کام آنے والی / کہا مانو! تو جگ ہنسائی نہ ہوگی
نہیں باز آتے تو سچ مجھ سے سن لو / کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی
دعائیں کرو تاکہ تم سرکو پیٹو! / بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

دارالامان کا ہفتہ

حضرت امیر المومنین فضل عمر خیریت سے ہیں آپکا درس باقاعدہ ہوتا ہے۔ (۲) اور دیگر اہلبیت مع حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کے اہلبیت کے خیریت سے ہیں (۳) اس سال انٹرینس قادیان کا نتیجہ اچھا نہیں رہا پاس ہونیوالوں کیلئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرماوے (۴) بارش سے آجکل قادیان ایک جزیرہ نظر آتا ہے (۴) حضرت صاحب نے حقائد احمدیہ اور ترجمۃ القرآن اردو کیلئے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی اس کام کو کرے (۵) حضور نے اس ہفتہ اعلان فرمایا ہے کہ اس سال میں ماہ رمضان میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اول کی سنت کے موافق درس نہ دے سکونگا۔ کیونکہ حلق بہت بیمار ہے اللہ تعالیٰ شفا دے (۶) ترقی اشاعت کے چندے کیلئے فرمایا ہے کہ احباب جلدی چندہ بھجوادیں (۷) الحکم بوجہ مالی مشکلات کے اور [illegible]

اطلاع

ایڈیٹر صاحب الحکم ایک دور دراز جگہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ الحکم فنڈ سخت کمزور ہو رہا ہے اور بوجہ ڈاف ٹریشنر کو فکر مند کر رہا ہے۔ اس واسطے بقایا دار اپنے بقائے کو صاف کریں

اور

جدید خریدار مہیا کرنے کیلئے کوشش فرمادیں تاکہ الحکم شماتت اعداء سے بچے۔

(مینجر)

تائید غیبی

نقل خط آمدہ از ریاست منی پور آسام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ عرض ہے کہ ڈاکٹر دلیل الدین احمد عرف رامانند برہمن ولد جوالا رام برہمن ساکن صدر پور طی سری نگر ضلع گوالپارہ فوت ہوئے وقت وصیت ایک ہزار روپیہ کر گئے تھے۔ سو ایک برس میں مقدمہ طے ہوا۔ جو کول صاحب بہادر ریذیڈنٹ نے روپیہ وصول کر کے گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی معرفت حضور کے نام آج ۲۲ جون ۱۹۱۸ء کو روانہ کیا ہے۔ اور مخالف نہیں چاہتے تھے کہ وصول ہو۔ اور حافظ شریف صاحب نے بہت کوشش کی ہے اور اہلیہ ڈاکٹر صاحب نے تین سو روپیہ اپنے گلے کا ہار فروخت کر کے دیا ہے اور قریب چالیس روپیہ مقدمہ میں انجمن احمدیہ کا صرف ہوا ہے۔ اور مقدمہ کا کاغذ محمد اسمٰعیل خان و عبد المجید خان ملازمان پلٹن ۴ کا

[illegible] والسلام [illegible] منی پور آسام

ہائی سکول میں مشاعرہ

ہائی سکول قادیان کے طلباء کو تقریر و تحریر کی مشق کرانے کے لیے یہاں مختلف جماعتوں کیلئے لٹریری سوسائٹیاں قایم کیگئی ہیں۔ وہاں تین ہفتہ کے بعد طلباء کی دلچسپی کیلئے ایک مجلس مشاعرہ بھی قایم کیجاتی ہے۔ چنانچہ بتاریخ ۲ جون ۱۹۱۸ء زیر صدارت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول کے کمرہ میں ایک مشاعرہ ہوا۔ مسٹر محمد عبد القادر صدیقی سٹوڈنٹ ففتھ ہائی کلاس کی نظم اول نمبر پر رہی افسوس میاں غلام فرید صاحب مرحوم نے بجائے خوش کرنیکے حاضرین جلسہ کو مایوس کیا۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ مصرع طرح ہوئی ہے پہلے بسم اللہ میں پر میں بھی بسمل ہوں ؎

مجھے پروا ہی کیا ہے گر ہزاروں لاکھ قاتل ہوں
میرے دلمیں لگا ہے تار گھر کھٹ کھٹ ہمیشہ سے ہے
مؤثر ہو کے نالے بنی ہیں بلبلیں ہم رنگ
جفا کیجے ستم کیجے کہ یاد و آشنا ہوں میں
ادا کیوں کر کروں میں شکر حق باری تعالیٰ میں
سمجھ سکتا نہیں ہرگز حقیقت کو میری واعظ
میری آہوں کے اشکوں کو تماشا کیوں بناتے ہو
پتہ دیتی ہے میری اضطرابی کا ہوا کچھ کچھ
فقط ہے آرزو صورت کی تیری اے میرے مولیٰ
چھپی ہے ساری موجودات دنیا اک لعبارت میں
خدارا بس کرو یہ رمز کی باتیں سعید اب تم

اگر میں اس راہ الفت میں تو اپنی جاں سے بیدل ہوں
کہاں ہو سکتا ہے یہ یار کی خبروں سے غافل ہوں
وہ ہیں پینا سبز جس کے وہ میں شور عنادل ہوں
وفا کیجے رحم کیجے اگر میں اس کے قابل ہوں
ہوئی ہے پہلے بسم اللہ جس پر میں بھی بسمل ہوں
ادہر رندوں میں شامل ہوں ادہر مولیٰ سے واصل ہوں
میرے پاسنگ میں مجنوں ہو کیوں کیا میں بھی محمل ہوں
گواہی دیگا سینہ چاک گل میں کس کا گھایل ہوں
نہ میں جنت کا خواہاں ہوں نہ میں حوروں کا سایل ہوں
نظر آجاتا ہے سب کچھ وہ جاہل ہوں کہ عاقل ہوں
اٹھا جاتا ہے پردہ دو جہاں کا گر یہ مائل ہوں

ایک نعمت

دق۔ سوزش حلق۔ دمہ کے مریضوں کے لئے ایک بڑی نعمت !!!!!!!!!!!!!

کاشتک گولیاں درحقیقت مذکورہ بالا امراض کا فوراً خاتمہ کر دیتی ہیں اور پھیپھڑوں کی امراض کا مجرب علاج ہیں۔ حلق کی خرخراہٹ آواز کے پھدے پن اور دوسری تمام شکایات جو موسم کی تبدیلی یا سردی کے جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ گویوں کیلئے بڑھاپے میں اپنی آواز برقرار رکھنے کیلئے بہت ضروری ہیں۔

قیمت فی ڈبیہ یعنی گولیاں ایک روپیہ (عہ)

پتہ۔ وید شاستری منی شنکر گووندجی اتنگ نگرہ فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ سے منگائیں۔

ہزار ہزار شکر ہے

اس بانی ہیرو پرماتما کا جسکی مہربانی سے امرت دھارا نے تھوڑے عرصہ میں اس قدر شہرت حاصل کی ہے کہ امرت دھارا بلڈنگس کے اندر ایک خاص ڈاکخانہ بنام امرت دھارا ڈاکخانہ کھولا گیا ہے۔ امرت دھارا کارخانہ کے پاس سے ہو کر گزرنے والی سڑک کا نام امرت دھارا روڈ رکھا گیا ہے۔ کارخانہ امرت دھارا کی ادویات کے متعلق تمغے۔ سارٹیفکٹ ہزار ہا طرف سے امرت دھارا ... کی ہی آواز آتی ہے

کارخانہ امرت دھارا کی روز افزوں ترقی کیواسطے ایک اور بڑے وسیع مکان کی ضرورت ہوئی تھی۔ ایشور کے فضل و کرم سے عالیشان خوبصورت تیار ہوا ہے۔ اس

امرت دھارا بھون کی افتتاحی رسم

اب مسٹر ایف ڈبلیو کینوے صاحب آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر لاہور کے ہاتھوں ۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۵ء کو

شہر لاہور کا پنجاب کے بھی اکثر معززین کی بڑی بھیڑ کے اندر ادا ہوئی

جیسے آنریبل راجہ ... بہادر ... ڈاکٹر ... چند سی آئی ای سابق جج چیف کورٹ پنجاب ... خان بہادر آنریبل میاں محمد شفیع ... کی بیماری کے متعلق ...

اس بے نظیر خوشی کے اظہار میں

اور اپنے ہزاروں گراہکوں کو بھی شامل کرنے کیواسطے اعلان کیا جاتا ہے

کہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۵ء سے ۴ جولائی سنہ ۱۹۲۵ء تک امرت دھارا کارخانہ کی دیگر کل ادویات و کتب ¾ قیمت پر ملیں گی یعنی

¾ قیمت فی روپیہ چار آنے کی رعایت ہوگی ¾ قیمت

فہرستیں جن کے پاس ہوں جلد ہی طلب فرمالیں۔ ایک پیسہ کا کارڈ فہرستوں کیواسطے لکھنے سے سب پہنچ جاویں گی

مشہور دوائی امرت دھارا کی بڑی شیشی ... کی بجائے ... میں اور چھوٹی شیشی آٹھ آنہ کی بجائے چھ آنے میں ملیگی جن صاحبان کو کسی وجہ سے ابھی تک آزمانے کا موقعہ نہیں ہوا ان کیواسطے اچھا وقت ہے۔ رسالہ کامدیو شاستر بھی ¾ قیمت یعنی پانچ روپے ... کی بجائے تین روپے بارہ آنے ... میں ملیگا۔ جو کبھی ایسا نہیں ہوا ہے

کارخانہ امرت دھارا کی رعایت ایک نعمت ہی ہے فائدہ اٹھائیے

خط و کتابت کا پتہ ... منیجر کارخانہ امرت دھارا - لاہور

اخبار عالم

انڈیا کونسل بل۔ (لنڈن ۲۹ جون) ٹائمز لکھتا ہے۔ گو اسے ہندوستان کی نسبت گورنمنٹ کی عام پالیسی سے کوئی اختلاف نہیں تاہم اسے بھروسہ ہے کہ انڈیا کونسل کے متعلق نیا مسودہ نامنظور کر دیا جائیگا۔ مسودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سکرٹری آف سٹیٹ کو وائٹ ہال سے اپنی ذمہ داری پر حکومت ہند سونپ چرایا ہے۔ ٹائمز ہندوستانی ممبران کونسل کے انتخاب پر بھی معترض ہے جسے وہ کونسل کے اصول کے خلاف ظاہر کرتا ہے۔

ممالک متحدہ میں قحط:۔ ممالک متحدہ آگرہ اودھ کی رپورٹ قحط ہفتہ مختتمہ ۲۰ جون سے منکشف ہوتا ہے کہ اکثر اضلاع میں خفیف بارش ہوئی۔ مزید باران رحمت کی اشد ضرورت ہے قحط زدہ رقبہ میں تکلیف بڑھ گئی ہے۔ مویشی زیادہ تلف ہو رہے ہیں۔ برسات کے آغاز میں توقف سے بھی لوگ مشوش ہو رہے ہیں اجناس کا نرخ فی روپیہ نو سے تیرہ سیر تک ہے۔

وائسرائے کی توسیع میعاد:۔ آنریبل سر فضل بھائی کریم بھائی ٹائمز آف انڈیا بمبئی کو لکھتے ہیں کہ شملہ میں میری نسبت تحریر کرتا ہے کہ وائسرائے کی توسیع میعاد کا خیال کسی نے مجھے سجھایا ہے اور یہ کہ آنریبل سید علی امام نے اسکی نسبت مجھے ایما کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

پولیس کا امتحان:۔ سنٹرل پولیس ٹریننگ سکول ناسک کا جو آخری امتحان ماہ جون میں کیا گیا۔ اس کا نتیجہ نکل آیا۔ ۹۰ امیدواروں میں سے ۲۹ مسلمان امیدوار کامیاب ہوئے۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے دوست میاں محمد ذبیح خان بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔

بنگال میں ڈاکہ زنیاں:۔ بنگال سے پھر ڈاکہ زنی کی خبریں آنے لگی ہیں۔ اس قسم کے ایک مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوگلی کی عدالت میں ہو رہی ہے۔ لوٹیروں نے ایک عورت اور نارایہ نامی ایک لڑکے کو مار ڈالا تھا۔ ۲۵ جون کا تار کلکتہ سے مظہر ہے کہ اضلاع باڑ گنج اور مرشد آباد میں دو ڈاکے پڑ گئے ہیں۔ مسلمان ڈاکوؤں نے مسلمان کے گھر پر چھاپہ مارا۔ اور چار ہزار روپیہ کے قریب مال لیگئے۔ مرناپور میں بھی ایک بابان کے گھر پر ڈاکہ پڑا تھا۔

جمہوریہ انیہ راسے کا نام:۔ ڈیلی میل لکھتا ہے کہ ولایت میں اعلیٰ تعلیم یافتہ موجودگی سے جدید دیسی پلٹے ہند کا سوال پھر پیدا

ہو گیا ہے۔ نیز یہی اخبار لکھتا ہے کہ لنڈن کے با اثر حلقوں میں لارڈ کچنر کے بطور ویسرائے ہند مقرر ہونے پر سب متفق الرائے ہیں۔

اخبار زمیندار لاہور کے دونوں اپیل چیف کورٹ پنجاب نے نامنظور کرکے ۲ ہزار روپے کی رقم ضمانت ضبط شدہ کو واپس دلانے اور مطبع کو واگذار کرنے سے انکار کر دیا

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں اس سال ۶۶ فیصدی طلباء ناکام اور صرف ۳۴ فیصدی پاس ہوئے۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ریاضی کے اعلیٰ امتحان میں اس سال پنجاب کے دو مسلمان نے بڑا نام پایا۔ لاہور کے مسٹر محمد حسین قاضی رینگلر کے امتحان میں اور قصور کے مسٹر محمد علی اوپٹائم کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

بانکی پور (صوبہ بہار) میں عورتوں کی تعلیم کیلئے ایک کالج بنانے کی زبردست تحریک ہو رہی ہے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجوزہ کالج کو عورتوں کیلئے یونیورسٹی بنا دیا جائے

آتشزدگی سے ۶ کروڑ کا نقصان:۔ امریکہ کا شہر سلیم آتشزدگی سے جل گیا۔ دس ہزار آدمی بے گھر ہو گئے ۵۰ جلے ہوئے آدمیوں کا ہسپتال میں علاج ہو رہا ہے نقصان کا اندازہ چھ کروڑ روپے کا کیا جاتا ہے۔

البانیا کے شہروں پر ترکی جھنڈا:۔ باغیوں نے جن جن شہروں اور قصبات پر قبضہ کر لیا ہے اُنپر ترکی علم کھڑا کر دیا ہے۔

ترکی و یونان:۔ یونان نے ترکی کی یہ تجویز منظور کر لی کہ جتنے یونانی اب تک ساحل ایشیاء کوچک پر مقیم ہیں۔ ان کو انکی زمینیں پھیر دیدی جائیں اور کچھ ہرجانہ بھی دیدیا جائے اور ترکی کے علاقہ سے جسقدر یونانی نکل گئے ہیں ان کی زمین ان مسلمانوں کو دیدیجائے جو مقدونیہ سے ترکی میں آگئے ہیں اور مقدونیہ کے مسلمانوں کی زمین تبادلہ کرکے ان یونانیوں کو دیدیجاوے۔

ریلوے کی آمدنی یکم اپریل سے ۱۳ جون تک ہندوستان کی ریلوں کی آمدنی سالگذشتہ کے اسی قدر عرصہ کی آمدنی سے بقدر ۲۱ لاکھ روپیہ زاید تھی۔

جداگانہ انتخاب ممبران کونسل:۔ برہما کے آرمینوں۔ یہودیوں اور پارسیوں کی درخواست درباره جداگانہ انتخاب گورنمنٹ برہما نے نامنظور کر دی۔

بیرسٹری میں کامیابی:۔ آمدہ تازہ ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ بیرسٹری کے آخری امتحان میں تقریباً ۱۷ مسلمان کامیاب ہوئے ہیں۔

ایک برہمن نے اپنی والدہ اور بہو کو قتل کر دیا:۔ ہمعصر رہبر مرادآباد اپنی تازہ اشاعت میں خبر دیتا ہے کہ ایک برہمن نے گذشتہ دنوں اپنی والدہ اور بیٹے کی بد ہوا استری کو چاقو سے ہلاک کر دیا قتل کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ بدہو لڑکی اپنے میکے میں جانا چاہتی تھی۔ مگر خسر اُسے میکے بھیجنے کے خلاف تھا۔

آنریبل جسٹس شاہدین کی صاحبزادی پنجاب میں اول:۔ یہ خبر نہایت مسرت و اطمینان سے پڑھی جائیگی کہ آنریبل جسٹس شاہدین صاحب کی صاحبزادی امسال امتحان انٹرنس کے انگریزی مضمون میں پنجاب کے تمام لڑکے اور لڑکیوں میں سے اول نمبر پر کامیاب ہوئی ہیں ہم اس کامیابی پر تہ دل سے آنریبل میاں صاحب موصوف کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

مولوی ظفر علی خان لنڈن میں اخبار جاری کریں:۔ معزز ہمعصر میونسپل گزٹ لاہور رقمطراز ہے کہ مولوی ظفر علیخان صاحب جو قریباً ایک سال کے عرصہ سے لنڈن میں مقیم ہیں۔ اور پریس ایکٹ کے خلاف کوشش بلیغ کرنے میں اپنی نظیر آپ ثابت ہوئے ہیں۔ کیوں نہ وہاں پر ایک ہفتہ وار اخبار جاری فرما دیں۔ کیونکہ آپ لنڈن میں ہندوستانیوں کا ایک ہفتہ وار اخبار نہایت کامیابی سے چلا سکتے ہیں ہمعصر زمیندار نے بھی اس تحریک کی پرزور تائید کی ہے اسلئے امید کرنی چاہیئے کہ شاید مسٹر ظفر علی خان لنڈن میں ایک اخبار نکالنے میں کامیاب ہو جائیں

ہندوستان کی پیداوار پنبہ:۔ (لنڈن ۲۹ جون) لارڈ کچنر آج صبح گرم ممالک کی بین الاقوامی زرعی کانفرنس کے پریزیڈنٹ ہز فیڈریشن پنبہ کے سکرٹری نے کہا کہ صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں سے موجودہ نسل خام روئی کی زیادہ پیداوار کی متوقع ہو سکتی ہے تاکہ روز افزوں ضروریات پوری ہو سکیں۔

لارڈ منٹو کا بت آگیا۔ کلکتہ میں لارڈ منٹو کا بت آگیا ہے اور وہ بندرگاہ کے گودام میں رکھا ہوا ہے ابھی یہ قرار نہیں پایا کہ یہ بت کب استادہ کیا جائیگا۔ مختلف ۳۰ حصوں میں یہ بت صندوقوں میں بند کیا گیا تھا۔

ولیعہد کی ہلاکت کا رنج لنڈن (۲۹ جون) جب قیصر آسٹریا کو ولیعہد کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو وہ چلا اُٹھا کہ وہ یہ نہایت ہولناک ہے۔ میرا کوئی عزیز بھی زندہ نہ رہا۔ ہز میجسٹی کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کیطرف سے وظیفہ۔ سائنس کے مزید مطالعہ و تحقیقات کیلئے ایک سو روپیہ ماہوار کے کیساڑ وظیفہ کیلئے سائنس کے گریجویٹوں سے درخواستیں طلب کیگئی ہیں جو یکم ستمبر ۱۹۱۴ء تک لیجا ئینگی انہیں بتانا ہوگا کہ امیدوار ریسرچ کا کام کہاں شروع کرینگے اور کیا طریق اختیار کرینگے۔

ایک ضروری اعلان اور یکصد روپیہ نقد انعام!

عجوبہ سرمہ پیپ

ناظرین الحکم کی خدمت میں التماس ہے کہ یکصد روپیہ اس کو انعام دیا جائیگا جو نایاب انجن کو ۲۴ شدید بیماریوں میں سے صرف پانچ پر ہی غیر مفید ثابت کر دے یا آپنے ابتک کسی اس قسم کا اشتہار دیکھا جو اس قسم کا دعویٰ رکھتا ہو دیکھا ہے کہ اگر یہ سرمہ غیر مفید ثابت ہو تو یکصد روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اسلئے کوئی بھی سرمہ ہمارے نایاب انجن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں خدا کی قسم دیکر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپکی آنکھوں میں کوئی مرض ہو تو آپ بلا خطرہ جسے دل جمعی سے کر لیں بذریعہ خط و کتابت یہ فیصلہ کر سکتے ہیں پھر اگر غیر مفید ثابت ہو تو بذریعہ عدالت بھی انعام لے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ اس قدر بدظن ہو رہے ہیں کہ نایاب انجن کو بھی فضول ہی جانتے ہیں تو خدا کی قسم آپ یقین جانئے کہ پھر آپ سے بڑھکر دنیا میں کون قسمت کا بدنصیب ہے۔ پھر سخت بیوقوف اور احمق وہ نادان ہے جو باوجود غنی اور دولتمند ہونیکے کوڑ جان مینی اپنی آنکھوں کیلئے نایاب انجن نہیں منگوانا چاہتا۔ ہاں اگر رقم کے ضائع ہو جانیکا اندیشہ ہو تو وہ اپنی ہر طرح سے تسلی کر سکتا ہے۔ آپکا فایدہ پہنچانے کیلئے نایاب انجن کی قیمت عوام کیلئے ہمنے تین روپیہ کر دی ہے جو دکھتی آنکھوں کو ایک سلائی سے آرام دیتا ہے ہمیشہ دکھتی رہنے والی آنکھوں کیلئے تریاق ہے۔ آنکھوں میں لگتا نہیں۔ بے تکلیف ہر مرض کو منٹوں اور گھنٹوں میں دور کر دیتا ہے سرخی چشم اور لگی سرخی آنکھوں کیلئے اکسیر ہے اسکے استعمال سے آنکھوں کے تمام امراض دور ہو جاتے ہیں یہ انجن (سرمہ) ایسا نہیں کہ صرف چند ایک آنکھ کی مرض کو دور کرتا ہو بلکہ ہر مرض کے دور کرنے کا تیر بہدف علاج ہے کوئی ایسی مرض نہیں جو اس کے استعمال سے دور نہ ہو سکتی ہو۔ ان بیماریوں کو دور کرنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ آنکھوں کا دکھنا۔ بچوں کی آنکھوں کا دکھنا۔ گرے۔ آنکھ کا درد۔ ٹیس۔ سرخی چشم۔ ناخونہ۔ ضعف بصارت۔ پانی بہنا۔ پڑبال۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند۔ پلکوں کے بالوں کا گرنا۔ خارش چشم۔ پلکوں کا گلنا۔ پیپ نکلنا۔ پلکوں کا آپس میں چمٹنا۔ دھند۔ پانی بہنا۔ آنکھوں کا پر آب رہنا۔ آنکھوں میں بہت کنکر معلوم ہونا۔ آنکھوں کا تنگ ہونا۔ روشنی پر آنکھوں کا نہ کھلنا۔ جالا۔ پھولا۔ بینک۔ ناخنہ وغیرہ وغیرہ (حکیم بصری فضل احمد خوشنویس قادیان دارالامان ضلع گورداسپور) اصلی قیمت پچاس روپیہ رعایتی قیمت فی تولہ تین روپیہ

عرق پودینہ

یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے اور اس کا رنگ اور خوشبو تازی پتیوں کی سی ہے۔ بدہضمی۔ پیٹ پھولنا۔ ڈکار آنا متلی و ریاح وغیرہ کو دور کرتا ہے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی دوائی نہیں قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک سے دو تک ۴

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ

[illegible]

[illegible]

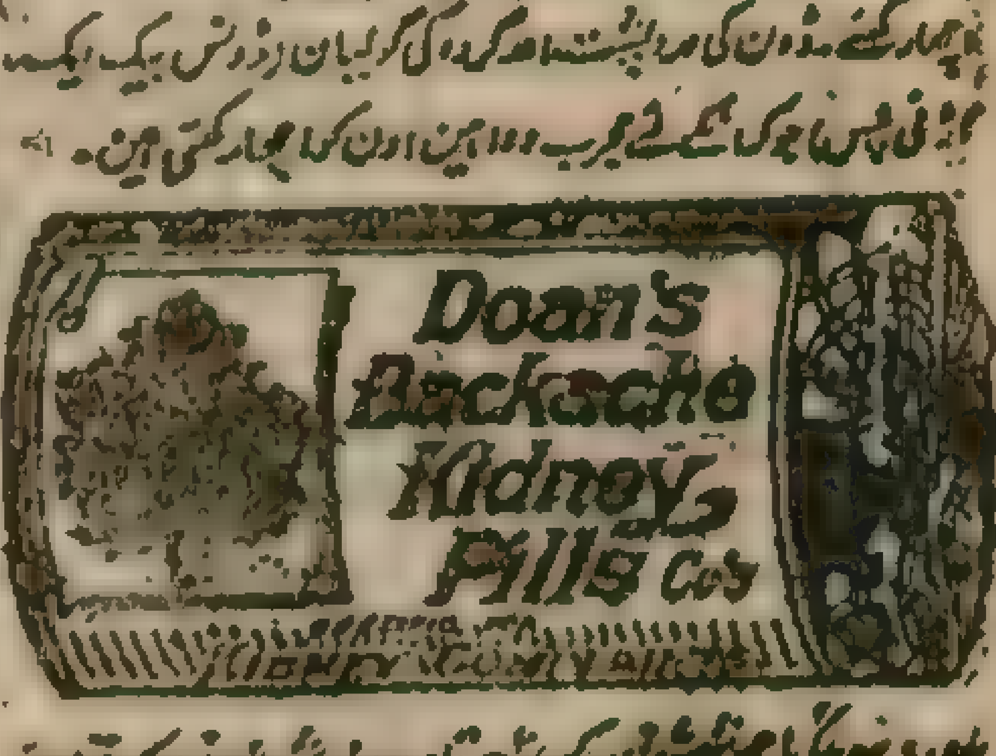

[illegible]

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ کھٹ سے تعلق خاطر کا موجب ہوتا ہے بچہ اگر تندرست نہ ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس املشن دینا چاہیئے۔ اسکے دودھ میں چند قطرے ملاکر دینے سے بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا

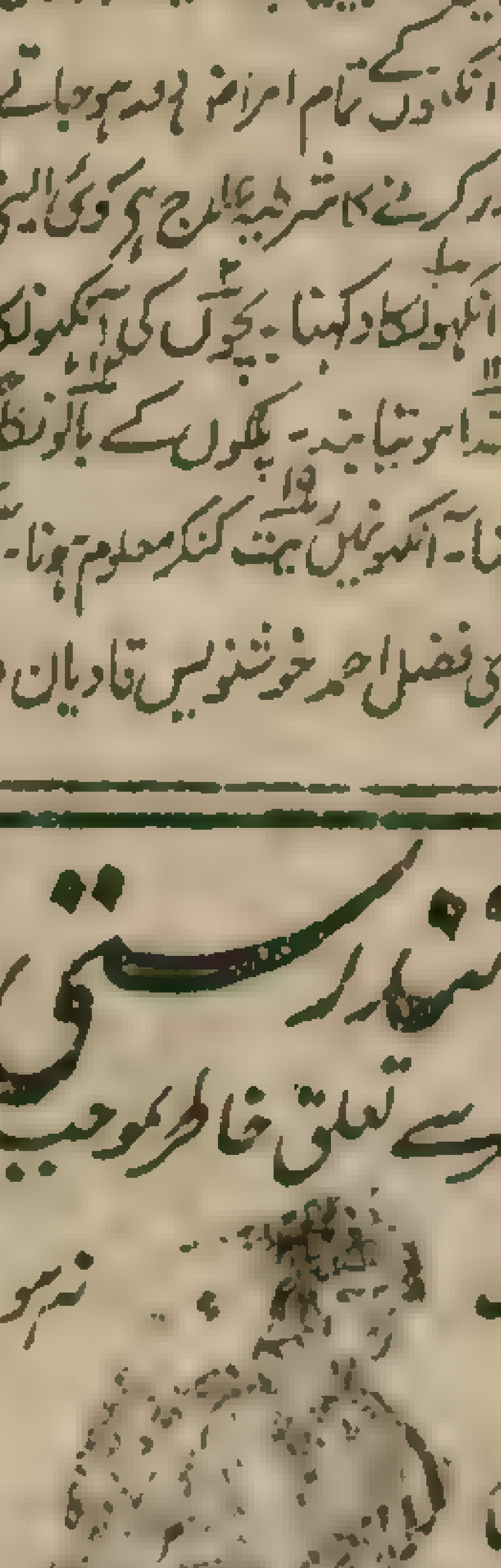

اسکاٹ اینڈ بون مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آزاری آجکل نہ دیکھا سنا کہاں ہے کہ الامان کہیں ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے معجون طلسمی قوائے تناسل کیوجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر شکایت سنی جاتی ہے ہمیں نے اس غرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلائے طلسمی۔ پیرانہ سالی کیوجہ سے اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاء سے فایدہ اٹھائیں انشاءاللہ وہ ضرور اسکو مفید پائینگے۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سفوف دنداں دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم محمد حسین ولد حکیم سردار حسین مالک کارخانہ احمدیہ طبیہ گڑھ ضلع [illegible]

الحکم قادیان دارالامان

(مؤرخہ ۲۸ جون و ۷ جولائی ۱۹۱۴ء)

تعلقاتِ معلّم و متعلّم

تھے وہ بھی کہ خدمتِ استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ھدیۂ دل پیش کیجئے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے

(اقبال)

جن لوگوں نے تاریخ اسلام کو سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ قدیم اہل اسلام کی عادات رسومات نہایت سیدھی سادھی تھیں۔ ان کے حالات کوئی گرینک مائیتھالوجی کے رنگ میں رنگین ہیں۔ بلکہ وہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں جنکو اپنے تو کیا غیر بھی بسروچشم قبول کرتے ہیں کسی اسلامی تاریخ کے تمدنی حصہ کو پڑھ جاؤ بس یہی خیال پیدا ہوگا کہ کاش ہم ایسے مقدس سلفوں کی زیارت ہی کر لیتے۔ خصوصاً جب ہم اس وقت کے طلباء اور ان کے استادوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو بے اختیار زبان پر آفرین کے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ایک شاگرد اپنے استاد کی اتنی خدمت کرتا تھا کہ ویسی خدمت آجکل کے زرخرید غلام بھی نہیں کرسکتے اگر استاد نے سخت سے سخت کام کرنیکا حکم دیا ہے تو شاگرد کی کیا مجال کہ اپنی تکلیف کو پیش کرتے ہوئے کسی قسم کی چون وچرا کرے۔ شدت گرمی ہو یا سردی رات ہو یا دن استاد کا حکم ماننا اور اس کو خوش رکھنا خدا کو خوش کرنا خیال کیا جاتا تھا۔ اگر اس وقت کے طلبا کی حالت کا زمانہ حال کے طلباء کی حالت سے مقابلہ کرو۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے اور زمانہ قدیم کے حقیقی اور سچے واقعات پڑھکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ بناوٹی قصے ہیں۔ آخر اس میں کیا سر ہے کیا وجہ ہے کہ آجکل کے طلباء اپنے استادوں کی اتنی عزت نہیں کرتے جتنی کہ پہلے زمانہ میں کیجاتی تھی۔ کیا سبب کہ استاد کو لڑکے سے اور لڑکے کو استاد سے وہ محبت نہیں ہوتی جو ایسے وقت پائی جاتی تھی۔ سچ پوچھو تو اسکی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ اسوقت کے استاد نیک نہاد اور نیک نیت ہوتے تھے وہ اپنے لڑکوں پر اپنے اخلاق اپنے اتقا کا اثر ڈالتے تھے نہ کہ بے جا رعب اور ڈنڈے سے کام لیتے تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کو اپنے بچوں کیطرح عزیز جانتے تھے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے اور انکی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر چشم پوشی سے کام لیتے۔ پڑھاتے وقت کسی دنیوی لالچ کو مدنظر نہیں رکھتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کے لئے پڑھاتے تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کو ٹکوں کیخاطر نہیں پڑھاتے تھے بلکہ انکی دلی خواہش ہوتی تھی کہ ہمارے شاگرد ہمارے دنیا سے رخصت ہو جانیکے بعد ایک نمونہ ہوں تاکہ لوگ انکی پاکیزگی اور طہارت کو دیکھکر ہمیں یاد کریں اور ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور اپنے اندر ایک سچا درد رکھتے تھے اگر وہ ایک طرف ان کو پڑھاتے۔ تو دوسری طرف ان کے لئے اپنے مولیٰ کے حضور دعا بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے ارشادات ان کے شاگردوں کے دلوں پر بجلی کیطرح اثر کرتے تھے اور یہی سبب تھا کہ وہ شاگرد اپنے استادوں پر مال وجان قربان کرنیکے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے

آجکل کے اُستاد اور طلباء

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ استاد اور شاگرد کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے کا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ باپ تو بیچارہ اپنے بیٹے کو پالتا اور اسکی ضروریات کا خیال رکھتا ہے لیکن استاد کے ذمہ لڑکے کا وہ کام ہوتا ہے جو اسکی آئندہ زندگی پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ آئندہ زندگی کا درست یا خراب کرنا استاد کی کارروائی پر ہی منحصر ہے۔ دن کا بہترین حصہ لڑکے نے استاد کی خدمت میں گذارنا ہوتا ہے اس عرصہ میں استاد کی جن حرکات کا اسے مشاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا اثر لازمی طور لڑکے کے عادات وچال چلن پر پڑتا ہے۔ استاد کی ذمہ داریاں بہت نازک ہیں۔ کیونکہ نہ صرف ایک قوم کے آئندہ نسلوں کی باگ ہوتی ہے اسکے نمونہ کا اثر ان تمام لڑکوں کی حالت پر پڑیگا۔ جو اس سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر افسوس آجکل عام طور پر اس نہایت ہی ضروری ذمہ داری کا کم خیال کیا جاتا ہے اور بہت دفعہ استاد مقرر کرتے وقت اس کے چال چلن کی چنداں پرواہ نہیں کیجاتی۔ اسکولوں اور کالجوں میں آئے دن جو بدمعاشیاں ہوتی ہیں ان میں بعض کیسز ایسے بھی سننے میں آتے ہیں۔ جنمیں خود استاد لوگ ہی ملزم ہوتے ہیں۔ پس جن سکولوں اور کالجوں میں ٹیچروں اور پروفیسروں کی ہی یہ حالت ہو تو آئندہ طلباء کا تو خدا حافظ۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پھر طلباء کی کیسی حالت ہوگی پھر غضب یہ ہے کہ اگر کسی ٹیچر یا پروفیسر کے بدچلن ہونیکا کوئی ثبوت مل بھی جائے تو بعض اسکول یا کالج کی نیکنامی کو برقرار رکھنے کیلئے ایسی بدمعاشی پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور اس گندے مواد کو اندر ہی اندر رہنے دیا جاتا ہے کیسی ظلم ہے وہ انسٹی ٹیوشن جو ملک یا قوم کے معصوم بچوں کو ایسے استادوں کے حوالے کرتی ہے جنکے چال چلن نہایت خطرناک ہوں والدین کا اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دینا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ ایسے استادوں کے پاس اپنے لڑکوں کو بھیجیں۔

کیا یہ مسئلہ تعلیم کا جزو اعظم نہیں ہے؟ پھر نا معلوم اس بارے میں کیوں اس قدر غفلت سے کام لیا جاتا ہے

وجوہات

لڑکے تو عام طور پر اگر اکٹھے مل بیٹھیں تو کوئی نہ کوئی شرارت کی بات سوچتے ہی رہیں گے۔ اسی طرح اگر کالج کے چند لڑکے اکٹھے بیٹھینگے تو مخول بازی کی باتوں سے دل بہلاتے رہتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے گندے خیالات سے گذر کر گندے کاموں کی نوبت آجاتی ہے اور پھر وہ بیماریاں اور بدیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ جو تمام دنیا جانتی ہے جنکے ذکر کرنے کیضرورت نہیں پھر دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ بعض استاد نوجوان ہوتے ہیں اور ان کا چال چلن خراب ہوتا ہے۔ لڑکوں کو دیکھکر وہ اپنے جذبات پر پورا قبضہ نہیں رکھ سکتے۔ جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انکی طرف سے نرمی اور تلطف کے آثار ہوتے ہیں لڑکے کو اسکی غلطی پر بھی تنبیہ نہیں کرتے بلکہ مخول میں ہی اڑا دیتے ہیں۔ لڑکے جب استاد کی طرف سے اس قسم کی بے پروائی دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی دلیر ہوجاتے ہیں اور اسکول ٹائم کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی استاد کے نیورٹ بننے کیلئے آمدورفت کا سلسلہ جاری کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ تعلق بڑھا کر بے تکلفی پیدا کر لیتے ہیں اور آخر انجام [illegible] ہے یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ بلکہ [illegible] ست یہ واقعات دیکھے ہیں اور خود ان استادوں کو [illegible]

جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور جنکے مکان پر لڑکے وقتاً فوقتاً دیکھے جاتے ہیں

علاج چند وجوہ بیان کرنے کے بعد اب ہم اس کے تدارک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بعض تجربہ کار بزرگ اصحاب کی رائے ہے کہ استاد کو اپنے شاگردوں سے آجکل اتنا تعلق ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی رنگ میں اس سے بے تکلف ہو جائے۔ کیونکہ حد درجہ کی نرمی سے برتاؤ کرنے سے ان کی جرأت بڑھ جاتی ہے۔ اور استاد کے رعب اور سلف ریسپکٹ میں فرق آتا ہے جو علاوہ اسکے ذاتی نقصان کے اس کے فرض منصبی یعنی کاروبار تعلیم میں بھی ایک روک کا موجب ہوتا ہے۔ سکول ٹائم میں متانت اور شرافت سے لڑکوں کو پڑھا دینا اور دوسرے اوقات میں اخوت اسلامی کو مدنظر رکھکر احسن سلوک سے پیش آنا ایک ایسا اصول ہے جو نہایت ہی مفید اور بابرکت ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ حتی الوسع کسی لڑکے کو اپنے گھر پر نہ آنے دے کیونکہ اسکول میں تو لڑکے پر پورا رعب ہوتا ہے لیکن وہ جب گھر آتا ہے تو یہ اس خیال سے کہ لڑکا گھر پر چلکر آیا ہے انسان کی طبیعت نرم ہو جاتی ہے اور لڑکا اس نرمی سے بیجا فایدہ اٹھاتا ہے۔

پھر بعض وقت پڑھاتے پڑھاتے کوئی مقام ایسا بھی آجاتا ہے کہ وہاں استاد خوش طبعی سے کام لیتا ہے۔ مگر اسوقت بھی احتیاط کی ضرورت ہے لڑکوں کو بیشک اس وقت اس مقام سے پوری خوشی اور بشاشت حاصل کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے مگر وہ بھی ایک خاص حد تک ہو۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ استاد کو لڑکوں کیساتھ کھیلنا یا سیر کیلئے جانا پڑتا ہے تو اس وقت بھی سلف ریسپکٹ اور متانت کے اصول کو بھولنا نہیں چاہیئے لڑکے یہی سمجھیں کہ ہمارا باپ یا ہمارا بڑا بھائی ہمارے ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔

پھر لڑکوں کی ان بدیوں کو روکنے کیلئے جو وہ ایک دوسرے کی صحبت سے متاثر ہو کر کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ بڑی جماعت کے لڑکوں کو . . . . یا ایک ہی جماعت کے بعض دو لڑکوں کو جنکی حالت مشتبہ ہو پرائیویٹ گفتگو نشست و برخاست کا موقعہ نہ دیا جائے اسکا انتظام اسکول بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان بھی اچھی طرح کر سکتے ہیں انکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو بوجہ تنگی گنجائش لکھی نہیں جا سکتیں۔ اگر مذکورہ بالا اصولوں پر بھی عملدرآمد ہو تو استادوں اور شاگردوں کے باہمی تعلقات کی بہت حد تک اصلاح ہو سکتی ہے اور یہی چند اصول ہیں جنپر کاربند ہونے سے ان بدیوں کو دور کیا جا سکتا ہے جنکی آواز بد آئے دن سکول اور کالج کے حلقوں سے سنی جاتی ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کیوں قائم کیا گیا؟

بقابل توجہ بزرگان ملت و ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام

ہر چیز دنیا میں کسی خاص مطلب کیلئے بنائی گئی ہے جب تک وہ چیز اپنے اصل مطلب کو پورا کرتی رہتی ہے تب تک تو مفید اور بابرکت ہوتی ہے۔ لیکن جونہی کہ وہ اپنے اصلی فایدہ سے لوگوں کو مستفید کرنے سے رہ جاتی ہے اسی وقت وہ بے سود ہو جاتی ہے دنیا میں سینکڑوں کارخانے جاری ہیں ہر ایک کارخانہ کسی خاص مطلب کے پورا کرنیکے لئے قایم کیا گیا ہے۔ اس کارخانہ میں اسی وقت تک برکت باقی ہے۔ جبتک وہ ایمانداری اور دیانتداری کی بنا پر اپنے مقصد کو پورا کرنیکے لئے کام کرتا رہے۔ جونہی اس مقصد کو نظرانداز کیا جائیگا وہ کارخانہ بھی اسکے ساتھ ہی نیست و نابود ہو جائیگا وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس نے کس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے ہائی سکول کی بنیاد رکھی تھی اور وہ اس مدرسہ میں کس قسم کے آدمی پیدا کرنے چاہتے تھے مگر جب ہم گزشتہ چھ سات سال کی ہسٹری پر نظر ڈالتے ہیں تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ماسٹر صدرالدین صاحب نے عمداً اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہرگز ہرگز کوشش نہیں کی۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت کیلئے ہی دنیا میں آئے تھے اسلام تو مردہ ہو چکا تھا۔ آپنے اپنا زندہ نمونہ پیش کر کے اس کو زندہ کرنا تھا جیسا کہ آپ نے کیا۔ اگر آپ نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو اس میں بھی اپنے آپکو بطور نمونہ کے پیش کیا۔ اگر آپ نے قرآن کو ایک اعلیٰ ارفع اور مکمل کتاب ثابت کرنا چاہا تو رسول کریم کی لائف کو پیش کیا اور اپنے زندہ نمونہ سے ثابت کیا کہ دیکھو ایک ایسی اکمل کتاب ہے کہ جسکی تعلیم نے مجھے خدا تک پہنچا دیا غرضیکہ اسلام کے ہر حصہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے اپنے دعاوی کو پیش کیا اور جہاں کہیں آپ کو لیکچر دینے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی آپنے اسی دستور العمل کو مدنظر رکھا۔ مگر ہمارے لایق ہیڈ ماسٹر بجائے اسکے کہ لڑکوں کو حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق کچھ سمجھاتے اور ان کو عظیم الشان مقابلہ کیلئے تیار کرتے جو عام طور پر احمدی ہاں حقیقی احمدیوں کو قادیان سے باہر نکلکر پیش آیا کرتا ہے لیکن آپنے تو احمدیت کی اہمیت پر بھی کہ ثانی . . چاہی اور کبھی بھولے سے بھی حضرت اقدس کے دعاوی پر لیکچر نہ دیا اگرچہ اس وقت ہم اس طرز عمل کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے مگر آج ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر ان کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان ہوتا یا اگر وہ خود یہ سمجھتے کہ نجات کیلئے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ ضرور اپنے لڑکوں کو تلقین کرتے مگر جب وہ خود ہی ایسا ایمان نہیں رکھتے تھے جیسا کہ اب واقعات نے ظاہر کر دیا ہے تو وہ اوروں کو کیا سمجھا سکتے تھے ہاں ایک بات پر آپنے بہت زور دیا وہ یہ تھی کہ جب کبھی آپ کسی لیکچر سے واپس آتے تو غیر احمدی مسلمانوں کی جو بوجہ حسن ظنی جاہل ہیں۔ اپنے شاگردوں اور دوسرے دوستوں کے مجمع میں اتنی تعریف کرتے کہ گویا ہماری جماعت میں ویسا لایق اور قرآن دان ہے ہی نہیں۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنی جماعت کے پاک نفس اصحاب کے نمونہ کو پیش کر کے یہ کہتے کہ دیکھو ہمارا فلاں بزرگ خدا کے فضل سے کیسا قرآن دان متقی اور پرہیزگار ہے آپ ایڈیٹر الہلال کی قرآن دانی اور شاہ سلیمان قاری کے مبالغہ سے کام لیتے حالانکہ ان لوگوں نے مسیح موعود کو نہ پہچاننے کی وجہ سے عملی رنگ میں اپنی جہالت اور بیہودیت پر مہر لگا دی ہے۔ پھر اگر کسی سکول کے لڑکوں کا نمونہ پیش کیا تو علیگڑھ کالج اور سکول کے لڑکوں کا جنمیں سے ۹۹ فیصدی لامذہب ہوتے ہیں اور جو فیشن کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ یہ انہی حرکتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ جب انہوں نے خدا کے مامور کی

ہمت کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قادیان کی پاک زمین سے نکال دیا فاعتبروا یا اولی الابصار خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط۔ جو کچھ ہوا ہو چکا اب اسکی حالت نہیں ہو سکتا۔ اگر آجتک قوم خواب خرگوش میں ہی ہے۔ اگر آجتک ہمارے دوست حد سے زیادہ حسن ظنی سے کام لیکر اپنی آنکھوں میں دوست نما دشمنوں کے ہاتھ سے مٹی ڈلواکر اندھے رہے۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام سے وہ کام نہیں لیتے رہے جو حضرت اقدس لینا چاہتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ آیندہ بھی ایسا ہو آج اگر قوم بیدار ہوگئی ہے اور اس قابل ہوگئی ہے کہ حقیقی دوست و دشمن میں تمیز کر سکے تو خدا کا احسان ہے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آجائے تو اس کو بھولا نہ جانو۔ اگر ہم پچھلے سال تک کچھ نہیں کر سکے تو چاہیئے کہ ہم آیندہ کیلئے ہشیار ہو جائیں اور پچھلی کمی بھی پوری کریں۔ اس کمی کو پورا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دوستوں کو خصوصاً اپنے بزرگ مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے (علیگ) ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو حضرت اقدس کی اس آخری پہلی تحریر کیطرف متوجہ کریں جو آپ نے ۱۸۹۷ء کے ۹ اکتوبر کے الحکم میں شایع کرائی تھی جبکہ قوم کا خادم الحکم امرتسر سے جاری تھا۔ اور جس تحریر میں کہ آپنے صاف طور پر اس غرض کو بیان فرمایا ہے کہ جسکے پورا کرنے کے لئے آپ ایک ہائی سکول قایم کرنا چاہتے تھے۔

فرمایا:- اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے ایمان ملتا اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اس مقصد تک پہونچانیکے لئے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قایم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جاویں جنکے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ کتابیں نہایت سہل اور آسان عبارتوں میں تالیف ہوں اور تین حصوں پر مشتمل ہوں **پہلا حصہ** ان اعتراضات کے جواب میں ہو جو عیسائیوں اور آریوں نے اپنی نادانی سے قرآن اور اسلام اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں اور **دوسرا حصہ** اسلام کی خوبیوں اور اسکی کامل تعلیم اور اس کے ثبوت میں ہو اور **تیسرا حصہ** ان مذاہب باطلہ کے بطلان کے بیان میں ہو جو مخالف اسلام ہیں۔ اور اعتراضات کا حصہ صرف سوال اور جواب کے طور پر ہو تا بچے آسانی سے اس کو سمجھ سکیں اور بعض مقامات میں نظم میں ہو تا بچے اس کو حفظ کر سکیں۔ ایسی کتابوں کا تالیف کرنا میں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور جو طرز اور طریق تالیف کا میرے ذہن میں ہے اور جو جو مذاہب کی باطل حقیقت اور اسلام کی خوبی اور فضیلت میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا کے فضل سے میں تالیف کرونگا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کیطرح چمک اٹھے گی اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائیگا جس سے انکا باطل ہونا کھل جائیگا۔

اے دوستو یقیناً یاد رکھو کہ دنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزہ ہے صرف اسلام ہے یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بیٹھاتا ہے ایسے مذہب ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے جیسے انسان کو خدا کر کے مان لو یا جن میں یہ تعلیمیں ہیں کہ وہ ذات مبداء ہر ایک فیض ہے وہ تمام جہان کا خالق نہیں ہے بلکہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے چلے آتے ہیں۔ گویا خدا کی بادشاہت کی تمام بنیاد ایسی چیزوں پر ہے جو اسکی قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ بلکہ قدامت میں اس کے شریک اور اس کے برابر ہیں۔

سو جسکو علم اور معرفت عطا کی گئی ہے اس کا فرض ہے جو ان تمام مذاہب کو قابل رحم تصور کر کے سچائی کے دلایل ان کے سامنے رکھے اور ضلالت کے گڑھے سے ان کو نکالے۔ اور خدا سے بھی دعا کرے کہ یہ لوگ ان مہلک بیماریوں سے شفا پاویں اسلئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو انجام دونگا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکیگا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانیکے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک **مڈل سکول** قایم کیا جائے اور مروجہ تعلیم انگریزی کے ایک حصہ تعلیم کا درس میں رکھی جاوے کہ جو میری طرف سے اس غرض سے تالیف ہونگی کہ مخالفوں کے تمام اعتراضات کا جواب دیکر بچوں کو اسلام کی خوبیاں سکھلائی جائیں۔ اور مخالفوں کے عقیدوں کا بے اصل اور باطل ہونا سمجھایا جائے اس طریق سے اسلامی ذریت نہ صرف مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رہیگی بلکہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ حق کے طالب سچ کی روشنی اسلام میں پاکر بابوں اور بیٹوں اور بیٹیوں کو اسلام کیلئے چھوڑ دیں گے۔ مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب توفیق اپنے دایمی چندہ سے اطلاع دیکر کہ وہ اس کار خیر کی امداد میں کیا کچھ ماہواری مدد کر سکتا ہے اگر یہ سرمایہ زیادہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے کہ یہ سکول انٹرینس تک ہو جاوے۔

اب اس تحریر سے نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہائی سکول کے قایم کرنیکی کیا غرض تھی اور گذشتہ چند سالوں میں قوم نے کہانتک حضرت کی منشاء کے مطابق عمل کیا ہے اور اس دستور العمل کو اپنے ہاتھ میں لیکر کتنے نوجوان پیدا کئے ہیں تمام کا تمام زور مروجہ تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے اور اس میں بھی دوسرے سکولوں کے نتایج کے مقابل پر کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ ہندوستان کے دیگر اسلامی اسکولوں کیطرح چند منٹ کا ایک پیریڈ مقرر کر رکھا ہے جس میں تھوڑا بہت قرآن کریم وغیرہ پڑھا دیا جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ اور کوئی کوشش نہیں کیجاتی۔ باقی عصر کے بعد کے درس کا تو یہ حال ہے کہ تمام لڑکے اس درس سے اتنا فائدہ نہیں اٹھاتے جتنا کہ اٹھانا چاہیئے۔ ان حالات میں خدا کے لئے بتاؤ تم نے حضرت اقدس کے اس پاک منشاء کو کہانتک پورا کیا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تعلیم مروجہ کا خیال نہ کرو۔ کرو اور ضرور کرو کیونکہ زمانہ حال میں ہم اسکے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ خدا کیلئے اس پاک مقصد کو تو نظر انداز نہ کرو جسکے حصول کیلئے یہ مدرسہ قایم کیا گیا تھا۔ اگر صرف مروجہ تعلیم پر ہی زور دینا ہے تو چاہیئے کہ آج ہی اسکول کا خاتمہ کر دیا جائے اسقدر سر دردی اپنے ذمہ لینے کا کیا فائدہ۔ کیا ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہائی سکول نہیں اس سے بڑھکر مروجہ تعلیم کا انتظام ہے پھر وہ کونسی بات ہے جسکے لئے قوم کے لڑکوں کو انکے والدین جو اپنی جان و مال و اقارب سے جدا کر کے سینکڑوں میلوں کے فاصلہ پر بلاتے ہو۔ وہ کونسی خوبی ہے۔ جو دوسرے مکتبوں میں پائی نہیں جاتی ہے اور جسکے لئے کہ والدین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنے سے جدا کر کے تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں یہ ایک سوال ہے جسپر ہمیں

دشمنان رسالت احمدؐ

(مرقومہ جناب مولوی ظہیر الدین صاحب لاہوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جبکہ آپ لوگ تحریری اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں ولی اللہ کہکر مخاطب کیا اور ایسے ہی یا نبی اللہ کہکر پکارا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی اور سچا ولی اللہ تو مان لیتے ہو لیکن حقیقی اور سچا نبی اللہ نہیں مانتے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ یا ولی اللہ والا الہام تو رحمان کیطرف سے ہے اور یا نبی اللہ والا الہام (معاذ اللہ) شیطان کیطرف سے ہو جب ہر دو جہد سے خدا کیطرف سے خدا کے کلام میں درج ہیں تو پھر ہر ایک شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مسیح یقین کرتا ہے اس بات کو مانے بغیر نہیں سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ولی اللہ بھی ہیں۔ اور نبی اللہ بھی ہیں ایک الہام کو مان لینا اور دوسرے الہام کا انکار کر دینا۔ اور نؤمن ببعض و نکفر ببعض پر عمل درآمد کرنا تو آپ بھی پسند نہ کرتے ہوں گے۔ اسلئے امید ہے کہ آپ لوگ اب علی اعقابکم واپس نہیں لوٹو گے۔ آپ لوگوں کی تصنیفات اور تحریروں میں سالہا سال تک جب حضرت مسیح موعود کے حق میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال ہوتا رہا ہے اور ابھی لگلے دنکی بات ہے کہ جب آپ لوگوں کے متعلق حضرت مولوی نور الدین صاحب رحمت اللہ علیہ کی زندگی میں یہ مشہور ہوا کہ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شان کو قبول نہیں کرتے۔ جو خدا نے ان کے حق میں اپنی کلام میں ظاہر کی۔ تو آپ لوگوں نے نہایت جوش اور پھر اخلاص سے بھری ہوئی تحریر پیغام میں شایع کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی اور رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب آپ کو کیا ہو گیا جو الٹی راہ اختیار کر رہے ہو۔ ابھی وقت ہے تم لوگوں کو بتلادو کہ وہ تمام مضامین جنمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا انکار کیا جاتا ہے۔ وہ جناب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی خیالات ہیں۔ احمدیہ بلڈنگس والوں کا ان مضامین سے کوئی تعلق نہیں اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو حکیم مرہم عیسیٰ صاحب کے مضامین بھی کوئی ایسے نہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کا (نعوذ باللہ) قلع قمع ہو سکے وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے مضامین اپنے اندر مخالفانہ اور موافقانہ ہر دو پہلو رکھتے ہیں اور ایک ہی مضمون کی بعض عبارتیں بعض عبارتوں کے خلاف تحریر ہو جاتی ہیں۔ خلاوہ اپنے اسی مضمون "کیا مسیح کا مثل نبی چاہیئے" میں حضرت مسیح موعود کو اس الہام یعنی یا نبی اللہ کو درست بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور پھر نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کو جو نبی اللہ مانتے ہیں۔ ان کے حق میں سخت سست کلمات تحریر میں لاتے ہیں حالانکہ اگر وہ خود غور سے کام لیں تو ان کو سمجھ آسکتی ہے کہ

یا تو حضرت مسیح موعود غیر حقیقی نبی ماننے پڑینگے اور یا سچے اور حقیقی نبی اللہ تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اس کے مین بین راہ اختیار کرنے کی کوشش کرنا تو چھٹے پارہ کے رکوع اول کے فتوے کو اپنے اوپر چسپاں کرنیکا اقرار کرنا ہے کہ جب وہ الہامات جو حضرت مسیح موعود نے خدا کا سچا کلام سمجھکر دنیا کے روبرو پیش کئے آپ لوگوں کے نزدیک بھی سچے الہامات اور خدا کا سچا کلام اور وحی الٰہی ہے اور آپ ابھی تک تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات خدا کا سچا کلام ہیں تو پھر آپ کے حق میں ماننا پڑتا ہے:۔

کہ آپ لوگ دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا رسول اللہ اور حقیقی نبی اللہ تسلیم کرتے ہو۔ اور ہمیں امید نہیں کہ محض چند روزہ دنیاوی فوائد کو مد نظر رکھکر آپ لوگ علے الاعلان اپنی تحریروں کے صریح خلاف حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت سے منکر ہو گے۔

صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اگر آپ وہ فرزند ارجمند تسلیم نہیں کر سکتے جسکے بارہ میں حضرت نعمت اللہ ولی نے فرمایا ہوا ہے: ؎

پسرش یادگار مے بینم

تو نہ سہی۔ لیکن جسکے حق میں ارحم دوسرے خاتم لکھا ہوا ہے اس کے احمد ہونے سے تو انکار نہ کرو اور احمد صلعم کا فرزند بھی آپ سے احمد صلعم ہی سوا مانا ہے آؤ سنبھل جاؤ۔ اور جسطرح سے آجتک مخالفین مسیح موعود کو سچے دل سے غیر احمدی سمجھتے رہے ہو۔ اب بھی احمدؐ کا انکار نہ کرو اور غیر احمدیوں کو احمدی سمجھنے نہ لگ جاؤ۔ آئندہ آپ کا اختیار

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

چونکہ آپ لوگوں کیطرف سے اسمہ احمدؐ رسالہ عنقریب نکلنے والا ہے اور آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احمد ہونے سے انکار کیا ہے۔ اسلئے جب آپ رسالہ شایع کریں گے۔ اس وقت اس بارہ میں مفصل مضمون لکھا جاویگا۔ بھائیوں کیطرح آپس میں محبت اور اتفاق سے ہی یہ سب مسایل طے ہو سکتے ہیں۔ مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے کے موقعہ دیکر جگ ہنسائی نہ کراؤ۔

یاد رکھو اگر نیک نیتی اور تحقیق حق کی غرض سے اختلاف ہو تو وہ ہمیشہ مستحسن ہوا کرتا ہے اور ایسے بکار روائی کا انجام ہمیشہ اچھا ہوا کرتا ہے آپ کا مولوی محمد علی صاحب کو امیر قوم بنا لینا۔ قادیان سے منہ موڑکر یاں مکہ سے منہ موڑکر لاہور کو سلسلہ احمدیہ کا مرکز بنا لیا۔ اپنی خود مختاری کے ماتحت سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر اشاعت اسلام شروع کر لینا احمدی قوم کے روپیہ کو سلسلہ کی ہدایات کے ماتحت خرچ نہ کرنا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ہر ایک بات پر نکتہ چینی، در لحیب چینی کرنا ایک وقت میں کچھ کہنا۔ اور پھر دوسرے وقت میں اسکے بالکل خلاف بولنا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو سلسلہ احمدیہ کے ہر فرد بشر کے دل میں یہ بات جاگزین ہو چکی ہے کہ آپ لوگ کسی دوسرے کی امامت کا اسلئے انکار نہیں کرتے کہ اس میں سلسلہ احمدیہ کی بہتری آپ کو مد نظر ہے بلکہ دراصل آپ خود امام بننے کے خواہشمند ہیں۔ اور قوم کو اپنی مرضی کے ماتحت اس راہ پر چلنا چاہتے ہیں۔ جو احمدیت سے کوسوں دور ہے والسلام

ضروری اطلاع۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف مینیجر

اپیل

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر اپنی خاص نظر عنایت کرتا ہے تو اس قوم میں اپنے فضل سے کسی رسول کو مبعوث فرماتا ہے تا وہ قوم جو خدا سے تعلق کو توڑ کر مُردوں سے مرچکی ہے اس رسول کے ذریعہ خدا پر از سر نو زندہ ایمان لاکر اسکی فضلوں کی وارث بنے اور خدا کے فیضان کی جاذب ہو۔ اور اس میں پھر دوبارہ زندگی کی روح قائم ہو۔

یہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ ایسے وقت میں قوم کی بہتری اور فلاح کیلئے تزکیہ کے طور پر امتحان بھی مقرر کیا جاتا ہے تا وہ قوم اس امتحان میں کامیاب ہو کر اپنے تئیں ثابت کردے کہ جس مقصد اور کام کیلئے خدا اس قوم کو کھڑا کیا چاہتا ہے وہ اسکی اہل ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسکی اولاد کو جب نبوت کیلئے مخصوص کرنا چاہا۔ تو حضرت ابراہیم سے بیٹے کی قربانی طلب کی۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے اس فرمان کو پورا کیا۔ تو اس کے انعام میں انہیں لوگوں کا پیشوا بنا دیا۔ جیسا کہ فرمایا واذ ابتلیٰ ابرٰھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما اور قیامت تک نبوت کے سلسلہ کو حضرت ابراہیم کی اولاد میں مخصوص کردیا۔ اور اسی طرح جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کی قوم کو زندہ کرنا چاہا۔ اور چاہا کہ فرعون کے ہاتھ سے وہ نجات پائے۔ تو اس قوم میں حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا پر اور اس کی صفات پر ایمان لائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اس عظیم الشان کام کیلئے خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ہی ایسے نشانات رکھدیئے کہ جنکے مشاہدہ سے اس قوم کو اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکی عظیم الشان طاقتوں پر زندہ ایمان حاصل ہوگیا اور وہ فرعون جیسے متکبر بادشاہ کے مقابلہ کیلئے کھڑی ہوگئی۔ جب ہم اس قوم کی اس قربانی کو دیکھتے ہیں جو اس نے اس نازک وقت میں دکھائی جبکہ آگے دریا اور پیچھے فرعون بمعہ لشکر۔ تو رشک آجاتا ہے اس حالت میں انہوں نے خدا کی رضا اور اسکے حکم کے ماتحت اپنے تئیں بے جان چیز کیطرح دریا میں ڈال دیا۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ خدا کا وصال اور اسکی رضا اپنے آپ پر سب موتوں کے وارد کرلینے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے جب تک انسان خدا کے ماتحت ذبح نہ ہوجائے۔ فلاح نہیں پاتا۔ اسکے بعد صحابہ کرام کی قربانیوں اور آپ کے حصول انعام کے قصہ کو میں آپ لوگوں کے سامنے دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ آپ خود بخوبی واقف ہیں کوئی مشکل سے مشکل اور کڑے سے کڑا امتحان نہ ہوگا۔ جس میں ان لوگوں نے سو فیصدی نمبر نہ حاصل کئے ہوں۔ انہوں نے اپنی جان مال اولاد کو خدا کی رضا میں اس طرح [illegible] کردیا۔ اور اپنا کچھ بھی نہ رکھا مر فنا ہی کے ہوگئے۔ اور خدا انکا ہوگیا۔ صحابہؓ کے اسی ایثار اور قربانی کو دیکھکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ اور رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ سو اے پیارو جبکہ کامیابی کی یہی ایک کلید ہے۔ کہ انسان خدا کی رضا میں اپنی جملہ خواہشات اور محبوبات کو قربان کردے۔ جیسا کہ فرمایا لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون یعنے تم کسی طرح بھی نیکی کو حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ خدا کی رضا میں اپنی پیاری سے پیاری چیزوں کو قربان نہ کرو۔ سو اے دوستو! اب جبکہ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ نے اسلام کی بیکسی کو دیکھکر آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم میں نازل فرمایا اور خدا کے اس برگزیدہ نے ارشاد الٰہی کے ماتحت ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار لیا۔ جس اقرار میں کہ ہماری کامیابی اور فلاح کی کلید ہے تو پس اگر ہم نے اس اقرار کو عملاً پورا نہ کیا۔ تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا تو ایک انتہائی اقرار ہے۔ جس پر کہ ہم نے قدم بڑھانا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس اقرار کے ابتدائی منزل میں جو کہ اس انتہائی اقرار کے پورا کرنے کیلئے پہلا زینہ ہے۔ ہم نے کس مضبوطی سے قدم مارا ہے۔ وہ ابتدائی منزل کا اقرار کیا ہے۔ یہی کہ ومما رزقنٰھم ینفقون کے ماتحت چند دن کرنا سو اے دوستو! اگر ہم اس پہلی ہی منزل میں فیل ہوگئے تو پھر فلاح کی کیا امید ابھی تک تو ہماری نازک حالت کا وہی نقشہ ہے جو حافظ شیرازی نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

یعنے جن لوگوں نے ابھی دریا میں قدم نہیں رکھا اور یا جو دریا سے پار گذر گئے ہیں وہ ہماری ان تکالیف سے کیا علم رکھتے ہیں جو کہ منجدھار میں ہمارے پیش آرہی ہیں

اس وقت ہماری کشتی بھی منجدھار میں ہے۔ اور چاروں طرف سے تاریکی چھا رہی ہے۔ بڑے بڑے مگرمچھ کشتی پر حملہ آور ہیں اور دیگر مذاہب کی موجوں کے تھپیڑے کشتی کو زور زور سے روند رہے ہیں اور خود کشتی کے اندر بھی باہم ہلچل ہو رہی ہے۔ دشمن دیکھ رہا ہے کہ کشتی کب ڈوبتی ہے۔ ایسی نازک حالت میں ہمارا اپنے فرائض سے غافل ہونا اپنے ہاتھوں کشتی کو ڈبونا ہے۔ اے صاحبان اس خطرناک حالت کو محسوس کرکے ہوشیار ہو جاؤ۔ تا خدا ان بلاؤں سے نجات بخشے۔ یہ جو باہمی تفرقہ ہے اگرچہ یہ ایک خطرناک زلزلہ ہے مگر اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ خدا کے حضور گر جانا چاہیئے۔ ہمارے خلیفہ عمر ثانی کا نام حضرت اقدس نے یوسفؑ بھی فرمایا ہے۔ اس لئے بعض بھائیوں کی طرف سے مخالفت کا ہونا ضروری ہے تا اس خلیفہ کی صداقت اتم طور پر پوری ہو اور جبکہ پہلی بات پوری ہوچکی ہے تو دوسری بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پوری ہوگی یعنے یوسفؑ کے بھائی اپنی غلطی سے پشیمان ہوں گے اور معافی طلب کریں گے۔ اور یوسف ثانی بھی ان سے چشم پوشی اور درگذر سے کام لے گا۔ تا خلیفہ اول رضؓ کی وصیت کے الفاظ کا مطلب بھی پورا ہو کہ میرا جانشین چشم پوشی اور درگذر سے کام لے۔ اس کے سوا اس خلیفہ کے ساتھ حسب فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالفت کا ہونا اس وجہ سے بھی ضروری تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے اس لئے اس وقت جو اعتراضات بعض لوگوں کیطرف سے ہورہے ہیں یہ اس خلیفہ کی صداقت پر مہریں۔ تا اس مخالفت میں خلیفہ کی اولوالعزمی ثابت ہو اور ان نشانات کے ذریعہ لوگ سچائی قبول کریں۔ اور حق ترقی کرے۔ قرآن کریم کے رو سے بھی خلیفہ کی مخالفت کا ہونا ضروری امر ہے جیسا کہ آیت ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا سے ظاہر ہے۔ مگر ایسی مخالفت جسکے اندر بے انتہاء بشارتوں کا دریا بہہ رہا ہو ہماری کسی مایوسی کا باعث نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں تو اس روک کے دور کرنے میں کوشش۔ روک کے پیچھے آب حیات ہے۔ سارے کا سارا [illegible]

لگا دینا چاہیئے۔ سو صاحبان یہ وقت ہمارے ہمت دکھلانے کا ہے نہ کہ سست ہونے کا۔ جو لوگ اس وقت چندوں میں سستی کریں گے وہ جلد تر حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائینگے۔ اگر مال کی قربانی میں بخل کرینگے۔ تو خدا کسی اور قوم کو اس کام کیلئے کھڑا کر دیگا۔ کیونکہ خدا کے ارادے تو رک نہیں سکتے۔ اس نے تو اس سلسلہ کو دنیا میں ضرور پھیلانا ہے کیا وہ قادر نہیں کہ ایک بادشاہ کو احمدی بنادے جو تمام اخراجات کا متحمل ہو جائے مگر پھر وہ ثواب جو اب ہمیں چندوں سے ملتا ہے۔ کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔ اس وقت خدا نے ہمیں ایک یوسف دیا ہے۔ اگر اس کی رضا میں ہم سب کچھ بھی نثار کر دیں۔ جیسا کہ مولوی عبداللطیف رض صاحب مرحوم نے کر کے دکھایا تو یہ بات ادائیگی فرض سے باہر نہیں۔ اگر ہم چندوں میں بھی سستی کرینگے۔ تو اس عورت سے بھی پیچھے رہ جائیں۔ جس نے حضرت یوسف کے صرف ظاہری حسن و جمال پر اپنا مال اور آرام قربان کر دیا تھا۔ حضرت اسماعیل کیطرف ہی دیکھ لو کہ آٹھ سال عمر میں اپنی جان خدا کے آگے رکھدی۔ غرض اگر آپ فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہو تو قربانی کرنا سیکھو۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا خود ہی چندوں کے متعلق القا کرے اور چندوں کی ضروریات کو ان کے دل محسوس کر جائیں۔ جسقدر چندے جمع ہیں۔ فوراً خزانہ صدر انجمن میں روانہ فرما دیں۔ اور آئندہ ترسیل چندہ کیلئے دل و جان سے سعی فرما دیں۔ غیر قومیں لاکھوں روپیہ نثار کرتی ہیں۔ مگر وہ قبولیت کے لائق نہیں ہمیں شکر کرنا چاہیئے کہ ہمارے چند پیسے بھی مولی کریم کے حضور قبولیت رکھتے ہیں۔ جیسے پہلے آپ نے خدا کی خوشنودی کیلئے چندوں کے بار کو اپنے ذمہ اختیار کیا ہے۔ تو اب اس مبارک کام کیلئے غیر کو جگہ نہ دو۔ ترجمہ قرآن شریف انجمن کے صرف سے ہوتا ہے غیر کو اس کا حق نہیں۔ لہذا ہر قسم کے چندے دارالامان قادیان روانہ فرما دیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے والسلام

(شیر علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان)

درخواست دعاء

تمام احباب ماسٹر عبد الرحمن صاحب نو مسلم کیلئے دعا فرما دیں کہ خدا انہیں امتحان بی اے میں کامیاب کرے اور کوئی دینی خدمت انسے لے آمین ثم آمین۔

مولوی محمد علی صاحب سے چند سوالات

(مرسلہ جناب مولانا مولوی میر محمد اسحق صاحب مولوی فاضل)

پیغام نے چند روز سے مولوی محمد علی صاحب کو امیر قوم امیر تسلیم امیر جماعت امیر سلسلہ احمدیہ کے القاب سے ملقب کرنا شروع کیا ہے ہمیں اس پر چنداں نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ انگریزی گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے امیر قوم ہونے کا ادّعاء تو الگ رہا اگر کوئی شخص خدائی کا دعوی کرے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا لیکن یہ بات حد دعوی سے تجاوز کر کے غلط بیانی کا رنگ اختیار کر گئی ہے یعنی پیغام نے اپنی ایک اشاعت میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب شوری سے اور احمدیہ جماعت کے انتخاب سے مسند امامت پر متمکن ہوئے ہیں حالانکہ یہ ایک صریح غلط بیانی ہے وہ تو قوم قوم لئے پھرتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ایک ہزار احمدیوں کے نام بھی نہیں بتا سکتا جنکے اتفاق سے مولوی صاحب موصوف زیب دہ مسند امارت ہوئے ہیں پیغام کی ان غلط بیانیوں کی حقیقت پبلک پر منکشف کرنیکے لئے ذیل میں چند سوال مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اُمید ہے کہ وسعت حوصلہ کو کام میں لا کر جواب سے مشکور فرماوینگے . . . . . .

. . . .

. . . . ورنہ مبایعین احباب کو لازم ہے کہ جہاں کوئی منکر خلافت ملے اسکے آگے یہ سوالات پیش کریں انشاء اللہ العزیز کبھی جواب دیکھیں گے الحق یعلوا ولا یعلی

(۱) صدر انجمن کی موجودگی میں قوم کو کسی امیر کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۲) اگر ضرورت ہے تو انجمن میں کیا نقص ہے جسکی وجہ سے قوم ایک امیر کی محتاج ہے (۳) اگر ضرورت نہیں تو امیر کا انتخاب کیونکر جائز ہوا ہے یا جائز؟ دونوں کے وجوہات لکھئے (۴) اگر آپ کے نزدیک انجمن کے ہوتے ہوئے قوم کیلئے ایک امیر ضرور ہونا چاہیئے تو حضرت مسیح موعود نے اسکا ذکر کیا ہے یا نہیں (۵) اگر آپ نے ذکر فرمایا ہے تو کس کتاب میں؟ (۶) اگر ذکر نہیں تو کیا حضرت اقدس امیر کی ضرورت سمجھتے تھے یا نہیں؟ (۷) اگر سمجھتے تھے تو ذکر نہ کرنیکی کیا وجہ مانع ہوئی۔ (۸) اگر ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے اور فی الواقع ضرورت تھی تو کیا یہ بات قابل اعتراض نہیں کہ حضرت اقدس ؑ قوم کیلئے ایک ناقص انتظام کر گئے ہیں (۹) اور اگر یہ کہیں کہ امیر کا انتخاب اسواسطے ضروری ہے کہ خلیفۃ المسیح کی وصیت ہے تو سوال یہ ہے کہ یہ وصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے خلاف ہے یا موافق؟ (۱۰) اگر موافق ہے تو ثبوت دیجئے۔ اور اگر مخالف ہے تو وجوہات بتلایئے؟ اور فرمایئے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم مسیح موعود کی باتوں کو منسوخ کر سکتے تھے یا نہیں اگر منسوخ کر سکتے تھے تو دلیل لایئے اور اگر منسوخ نہیں کر سکتے تھے تو مولوی صاحب کی اس وصیت پر عمل کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو ثبوت کیا اور اگر ناجائز ہے تو اقرار کیجئے۔

(۱۱) خلیفۃ المسیح نے جس جانشین کی وصیت کی تھی اسکے انتخاب کا طریقہ بھی خود بیان کر گئے تھے یا نہیں اگر تحریر فرما چکے تھے تو حوالہ دیجئے۔ اور اگر نہیں بیان کیا تو انتخاب کا کیا معیار ہوگا۔ پھر یہ بتایئے کہ ساری قوم کا ماننا ضروری ہے یا نہیں اور اگر ساری قوم کا اتفاق ضروری ہے . . . .

تو آیا موجودہ صورت میں احمدی قوم کا کوئی جائز امیر ہو سکتا ہے۔ یا نہیں اور اگر ساری قوم کا متفق ہونا ضروری نہیں تو کم سے کم کتنے لوگوں کا قبول کرنا ضروری ہے۔ جو تعداد آپ تجویز فرماویں اس کا ثبوت بھی ساتھ ہی لکھئے گا۔

(۱۲) جو شخص امیر قوم منتخب ہو اس کے اختیارات خلیفۃ المسیح اول لکھ گئے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ تحریر فرما گئے ہیں تو تحریر دکھلایئے اور اگر آپ نہیں لکھ گئے تو امیر کے اختیارات کون تجویز کریگا جو جواب ہو اس کے ساتھ ہی دلایل بھی ہوں۔

(۱۳) پھر یہ سوال پوچھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ امیر اور انجمن کے آپس میں کیا تعلقات ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول اسکی تصریح کر گئے ہیں یا نہیں اگر . . تصریح فرمائی ہے تو جگہ دکھلایئے۔ اور اگر آپ رض نے تصریح نہیں کی تو اب تعلقات کون مقرر کرے گا . . . .

. . . . یا انجمن جو جواب ہو مدلل ہو اور پھر وہ تعلقات حاکم محکوم کے ہوں گے یا دوستانہ۔ اگر حاکم محکوم کے ہوں گے تو حاکم کون ہوگا انجمن یا امیر۔ اگر امیر انجمن کا حاکم ہوگا تو اسکی حکومت نام کی ہوگی یا حقیقی۔ اگر نام کی ہوگی تو اس کا فائدہ کیا اور شرعاً اسکا جواز دکھلایئے اور اگر اسکی حکومت حقیقی ہوگی تو وہ انجمن کے فیصلوں کو مسترد کر سکیگا یا نہیں اگر مسترد کر سکیگا تو انجمن بحیثیت انجمن رہ سکتی ہے یا نہیں اور اگر مسترد نہیں کر سکیگا تو اسکی حکومت کے کیا معنے۔ اور اگر دوستانہ تعلقات ہونگے تو کیا باریاں مقرر ہونگی کہ اتنے دن انجمن کے فیصلے امیر مانے اور اتنے روز انجمن امیر کے ماتحت رہے پھر یہ بتایئے کہ (۱۴) احمدی جماعت کیساتھ امیر کے کیا تعلقات ہوں گے۔ مالی یا روحانی؟ اگر مالی تعلقات ہوں گے تو کیا چندہ امیر کے پاس جمع ہوگا۔ اور انجمن دستبردار ہو جائیگی۔ اور اگر روحانی ہوں گے تو کیا وہ ظاہری علوم پڑھائے گا اور اسکا تعلق

واعظ اور استاد کے رنگ میں ہوگا۔ یا پیری مریدی کا۔ اگر پہلی شق آپ کے نزدیک مسلم ہے تو کیا احمدی جماعت اور علماء جو قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں وہ اس سے دست بردار ہو جائیں گے یا نہیں اور ان میں اور اس امیر میں کیا فرق ہوگا۔ اور اگر پیری مریدی کا تعلق ہوگا تو کیا اسکے مرید کو انجمن کی بات مقدم سمجھنی چاہیئے یا امیر کی؟ اگر وہ پیر کی بات مقدم سمجھیں گے تو انجمن کا وجود اس صورت میں رہ سکتا ہے یا نہیں اور اگر انجمن کے احکام کو وہ اپنے پیر کے حکموں پر مقدم کرینگے تو پیری مریدی کیا معنے؟ (۱۵) خلیفۃ المسیح کی اس وصیت پر عمل کرنا فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو نص شرعی لائیے اور اگر فرض نہیں تھی تو وجوہات بتلائیے اگر فرض ہے تو کیا آپکے وفات پاتے ہی اسپر عمل ہونا چاہیئے تھا۔ یا کچھ مدت ٹھہر کر۔ اگر بعد وفات کے بعد اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ تو عمل ہوا یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو کب اور کس جگہ۔ اور اگر عمل نہیں ہوا تو کیا وجوہات ہیں اور اگر ٹھہر کر عمل ہونا چاہیئے تھا تو خلیفۃ المسیح نے اس دفعہ کیلئے کتنی مدت مقرر فرمائی تھی تحریر دکھلائیے۔ اور اگر خلیفۃ المسیح نے مدت مقرر نہیں کی۔ تو کون مدت مقرر کرنے کا مستحق ہے۔ آپ یا میں یا کل قوم یا صدر انجمن احمدیہ اور وہ بھی قادیانی یا لاہوری۔

(۱۶) پیغام صلح آپ کو امیر قوم لکھتا ہے آپ اس عہدہ کو اپنے لیئے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اگر نہیں کرتے تو اسکی تردید کیوں نہیں کیجاتی اور اگر واقعی آپ اس کے مقر ہیں تو کیا آپکو تمام قوم نے منتخب کیا یا نصف نے یا ثلث یا ربع یا خمس یا سدس یا سبع یا ثمن یا تسع یا عشر نے یا انجمن نے اور اگر ساری قوم نے آپکو قبول نہیں کیا بلکہ بعض نے تو پھر بھی آپ امیر قوم کہلائے جا سکتے ہیں تو کیا وجہ کہ صاحبزادہ صاحب اس خطاب کے مستحق نہ ہوں جبکہ میرے نزدیک ۹۹ فیصدی نے اور آپکے نزدیک ½ نے بیعت کر لی ہے اور اگر مستحق ہیں تو میاں صاحب کے انتخاب کے وقت تاریں کیوں دی گئیں تھیں کہ ابھی احمدی قوم نے کوئی امیر تجویز نہیں کیا۔ اور اگر آپ امیر ہیں تو آپکا انتخاب کب ہوا اور کس جگہ ہوا اور کتنے آدمیوں کے ماننے پر آپ امیر منتخب کئے گئے ہیں اور کیا اس انتخاب کو ہم جائز شوریٰ کہہ سکتے ہیں اور کیا یہ کہنا درست ہے کہ آپکا انتخاب جماعت احمدیہ کے اتفاق سے ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ چار لاکھ میں سے بیس ہزار نے آپ کو امیر مان لیا اور کیا آپ دس ہزار ایسے آدمیوں کی فہرست پیش کر سکتے ہیں جنکے قبول کرنے کے بعد آپ نے یہ بار اٹھایا۔ اور جسطرح آپ ہم سے فہرست طلب کرتے تھے ہم آپ سے درخواست نہیں کر سکتے کہ آپ ان لوگوں کی فہرست پیش کریں جنھوں نے آپکو امیر قبول کیا۔

(۱۷) جب لوگوں نے آپکو منتخب کیا تو کیا یکدفعہ ان کے دلمیں امیر کے انتخاب کا ابال آیا یا کسی نے تحریک کی اور کوئی تاریخ مقرر کیگئی۔ اگر بغیر تحریک کے مختلف ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں لوگوں کو آپ کے انتخاب کا ولولہ اٹھا۔ تو یہ ناممکن ہے اور اگر کسی نے تحریک کی اور ایک تاریخ مقرر کیگئی تو یہ بات آپکے علم سے ہوئی یا لاعلمی میں؟ اگر آپکی لاعلمی میں ہوئی تو ایسا آپکے دوستوں نے کیوں کیا اور اگر سب کام آپکے علم سے ہوا تو آپ نے اجازت دی یا منع کیا۔ اگر منع کیا تو انتخاب کیسے وقوع میں آیا۔ اور اگر اجازت دی تو کیا وجہ؟

(۱۸) اور جب آپ کو منتخب کیا گیا تو آپنے اس عہدہ سے انکار کیوں نہ کر دیا۔ جب آپ کو بخوبی معلوم تہا کہ دنیا یہی سمجھیگی کہ آپ ہی جاہ طلبی سے اور آپنے میاں صاحب کی بیعت اسلیئے نہیں کی کہ قوم نے آپ کو نہ مانا اور آپنے اپنی خواہش دوسری طرح پوری کی۔ اگر آپ اس عہدہ سے انکار کر دیتے تو نہایت انسب بات تھی اور کیا جبر سائیں ہیں آپکے سوا اور کوئی شخص قابل امارت نہ تہا؟ اگر تہا تو کیا وجہ کہ آپ نے اسکو منتخب ہونے نہ دیا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ قوم نے مجھے انتخاب کیا تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک لوگوں کا انتخاب حجت شرعی ہے یا نہیں اگر حجت شرعی ہے تو نص پیش کیجئے۔ اور پھر ماننا پڑے گا کہ میاں صاحب کا انتخاب بھی حجت ہے۔ اور اگر حجت نہیں تو آپنے انکار کیوں نہ کر دیا اور اگر اس وقت انکار نہیں کیا تو اب اس عہدہ سے علیحدگی جائز ہے یا ممنوع اگر ممنوع ہے تو آیت اور حدیث پیش کیجئے اور اقرار کیجئے کہ میاں صاحب کا عزل بھی اب ناممکن ہے اور اگر جائز ہے تو آپ ہم لوگوں کی بدظنی دور کرنے کے لیئے اس عہدہ سے علیحدہ ہونا چاہتے یا نہیں اگر نہیں چاہتے تو کیا وجہ اور اگر چاہتے ہیں تو ہم کب تک امیدوار رہیں؟ -

حق ہمارے ساتھ ہے

(مرقومہ جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب بی۔ اے فرسٹ عربک ٹیچر ہائی سکول قادیان دارالامان)

میں نے بارہا حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہم السلام سے سنا کہ جھوٹ ہمارے مخالفین کے حصہ میں آیا ہوا ہے۔ ہماری نسبت بہت جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ خلافت محمود کے منکروں کے حصہ میں بھی جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ جس بات کو شروع کرتے ہیں اسی میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور ایسی دلیری اور جرأت سے اس جھوٹ کو استعمال کرتے چلے جاتے ہیں کہ گویا جھوٹ ان کے لیئے حلال قرار پا چکا ہے۔ ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کا پیغام میرے سامنے ہے اس کے صفحہ ۲ میں نبین داتوی کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس میں محض بے سود کوشش کی گئی ہے کہ میاں محمود موعود نہیں ہیں حالانکہ یہ بالکل سیاہ جھوٹ ہے۔ محمود ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جبکہ مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی پیدایش کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے عین وعدے کے موافق محمود کو پیدا کر دیا۔ اور داتوی صاحب ہیں کہ یہی شور الاپتے چلے جاتے ہیں المحمود لیس الموعود معلوم نہیں یہ کیسی عربی ہے۔ حالانکہ اب آیت استخلاف کے ماتحت وہ موعود قرار پا چکے ہیں اور حضرت خلیفہ اول کا فرمانا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے بالکل سچ ثابت ہوا۔ اور خدا نے محمود کو خلیفہ بنا دیا۔ حالانکہ اکابر نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ یہ برگزیدہ فخر رسل سریر خلافت جلوہ فگن نہ ہو۔ مگر ہما بمالم بنا لوا۔ کا عجیب نظارہ ۱۴۔ مارچ کے جلسہ کو دیکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہی شخص جسکو اظہار حق میں خدائی قوم کہا گیا تہا۔ اور جسکے متعلق علے الاعلان بیان کیا گیا تہا کہ قوم اس کو اپنا خلیفہ بنانے کو تھی۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے مولوی نورالدین کے آگے ساری قوم کو پیر پرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ ہاں اسی حریت کے مایہ فخر کی بات سننے سے قوم نے انکار کر دیا۔ کیا انکی چھ سالہ کوشش کارگر ہوئی کہ محمود خلیفہ نہ ہوسکے بادے مگر کیا ان کی کوئی پیش گئی۔ یہ خدا کے کام ہیں اور ہماری نظروں میں عجیب۔ سب سے پہلے اس خدائی قوم نے فخر رسل کو غیر مستحق قرار دیا۔ سب وشتم میں حد سے بڑھے جاتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ گیت بھی گاتے جاتے ہیں کہ ہم تو کچھ نہیں کہتے۔ افسوس اتنا جھوٹ اور پھر یہ دلیری۔ گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم نے تو کچھ نہیں کہا بلکہ ہمیں گالیاں دیگئی ہیں سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفہ اول پیشگوی کو پورا کیا جو آپ نے میرے سامنے درس قرآن سے پہلے مسجد اقصیٰ کے لوحت کے پاس فرمایا کہ تم میرے بعد تو مخالفت کروگے مگر

× × × × × × × × × × × × ×

× × تم میرے سامنے کیوں جھگڑتے ہو۔ اور فرمایا کوئی لاؤ جس کے ہاتھ پر میں بیعت کروں !